پیترو هیله

پن اجیرا

کلاسیکی ہندی شاعری دوہے کے رس سے سرشار ہے۔ ان کے شیریں لفظ اور وہ تشبیہیں جن سے عوام مانوس ہوں، بہت جلد قاری کو اپنی طرف متوجہ کرلیتے ہیں۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے دوہے کو عوامی صنف کا مقام حاصل رہا۔ اسی افادیت کے پیشِ نظر بابا فرید، امیر خسرو، سنت کبیر اور گورو نانک نے دوہے کو اپنے اظہارِ خیالات کا ذریعہ بنا کر، اسے وقعت اور ناموری بخشی۔ بعد میں دوہا امتدادِ زمانہ کا شکار رہا۔ حالات کی گرد نے اس کے نقش ونگار دھندلا دیے۔ تاہم اس کی تاثیر میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ کلاسیکی غزل کی طرف مراجعت کے ساتھ اُردو شعراء دوہوں کے باطنی ومعنوی حُسن پر بھی نثار ہوئے۔ یوں بھی دوہے سرور اور کیف آوری کے لحاظ سے غزلوں کی وجد آفرینی اور سحر انگیزی سے کچھ کم نہیں۔

اپنے دل کی بات کہنے میں جس قدر آزادی دوہے میں ہے، شاید ہی کوئی دوسری صنف اس درجہ کی بیباکی کی متحمل ہوسکے۔ دوہے میں آپ کو الفاظ صیقل پر چڑھانے کی ضرورت نہیں پڑتی اور نہ "خواص پسندی" کے جنون میں آپ صناعی اور مرصع کاری کے محتاج ہیں۔ دوہے تن کی نہیں، من کی آواز پر لبیک کہنے کا ہنر سکھاتے ہیں۔

دوہے لکھنا عصرِ حاضر کی اُردو شاعری میں نیا تجربہ ہے۔ آج سے چالیس، پچاس سال پہلے مطلبی فرید آبادی نے اس صنفِ سخن کو اُردو میں مقبول کرنے کی کوشش کی تھی۔ آج کل پاکستان میں جمیل الدین عالی اس صنفِ سخن میں اپنا ایک خاص مقام بنا چکے ہیں۔ پاکستان کے ایک اور ہونہار شاعر جناب مختار علی خاں صاحب پرتو روہیلہ بھی دوہے لکھ رہے ہیں۔ اُن کے مجموعۂ کلام "رین اُجیارا" میں کلاسیکی ہندی شاعری کی وہ ساری رعنائی اور دلفریبی، جو فراق گورکھپوری کی شاعری کی بھی خصوصیت رہی ہے" موجود ہے۔ فراق کی رباعیوں میں احساسِ جمال پوری طرح بیدار نظر آتا ہے اور لطافت ونزاکت کے پردوں سے چھن چھن کر آتی جمالیاتی احساس کی یہ آگ دل کے تاروں کو چھیڑ کر رگِ جاں بنا

جاتی ہے ؎

ہے روپ میں وہ کھنک، وہ رس، وہ جھنکار
کلیوں کے چٹکتے وقت جیسے گلزار
یا نور کی انگلیوں سے دیوی کوئی
جیسے شبِ ماہ میں بجاتی ہو ستار

فراق گورکھپوری کے "روپ" کی رباعیوں کی طرح "رین اُجیارا" کے شاعر نے دوہوں کی صورت میں 'گیان دھیان'، کے علاوہ 'روپ رنگ'، اور 'انگنائی' کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے۔ پرتو روہیلہ کے اکثر دوہے مشہور شاعر **Keats** کی شاعری کی **Sensuousness** کی یاد دلاتے ہیں ؎

گوری آئے پنگھٹ سے اٹھلائے اور شرمائے
جل کی گاگر خود چھلکے ہے، جوبن کی چھلکائے

○

آنکھیں اس کی کانچ کٹورے، مکھ چاندی کا تھال
برفی جیسی باتیں اس کی، ناگن جیسی چال

وہی بریلی، جس کے جیالوں نے جنگِ آزادی میں حصّہ لے کر، اپنے شہر کی عزّت و شہرت بڑھائی، اس البیلے، سحر نگار شاعر کی زاد بوم ہے۔ میرا بھی اس شہر سے ایک گہرا جذباتی اور رومانی رشتہ ہے کہ میری اہلیہ اس کے ایک معروف خانوادے سے تعلق رکھتی ہیں۔ پرتو روہیلہ اور ان کی شاعری سے مجھے جو خاص اُنس ہے، اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے۔ مجھے اس نسبتِ خاص پر فخر بھی ہے اور مسرت بھی۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ جہاں ہندی میں اُردو کی طرح غزلیں کہی جا رہی ہیں، وہیں پاکستان میں ہندی زبان میں دوہے اور گیت مقبول ہو رہے ہیں۔ مجھے یقینِ کامل ہے کہ ان تجربات سے دونوں زبانوں کی وسعت اور حُسن میں اور نکھار آئے گا۔

سید مظفر حسین برنی

(سید مظفر حسین برنی)
گورنر ہریانہ

پیش لفظ

دو سال پہلے پرتو روہیلہ کے مجموعہ کلام "پرتوِ شب" کے پیش لفظ میں میں نے لکھا تھا کہ "اس مجموعۂ کلام کو پڑھتے ہوئے آپ محسوس کریں گے کہ یہاں ہیئت تو غزل کی ہے لیکن مزاج پر دوہے کا رنگ غالب ہے .... اگر پرتو روہیلہ دوہے کی طرف سنجیدگی سے توجہ کریں تو اِن میں ایک نیا چمن اور تازہ بستیاں آباد کرنے کی پوری صلاحیت ہے" معلوم نہیں یہ بات پرتو روہیلہ کے دل کو لگ گئی یا کیا ہوا۔ وُہ دِن اور آج کا دِن وُہ صرف دوہے کہنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس عرصے میں انھوں نے کئی سو دوہے کہے ہیں۔ جن کا یہ مجموعہ "رین اجیارا" کے نام سے آپ کے سامنے ہے۔

دوہے اور غزل کے مزاج میں گہری مماثلت ہے۔ دوہے کی طرح غزل کا ہر شعر اپنی جگہ ایک اکائی ہوتا ہے۔ غزل کا اچھا شعر وُہ ہے جو سُننے والے کے دِل میں اُتر جائے اور یاد ہو جائے۔ یہی خُوبی اچھے دوہے میں ہوتی ہے۔ غزل کے شعر کو ہم روزمرّہ کی بات چیت میں اپنے تجربات و مشاہدات کے اظہار کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ دوہے کے ساتھ بھی یہی صُورت ہے۔ دوہا ہمارے مزاج سے اتنا قریب ہے کہ دوہا سُنتے ہی بات کا رنگ بدل جاتا ہے اور ذہن کی فضا منوّر ہو جاتی ہے۔ دوہا برِّصغیر کی زبانوں میں سب سے قدیم صنفِ سخن ہے۔ اَپ بھرنش کی قدیم ترین شاعری دوہے کے رُوپ ہی میں ملتی ہے۔ بُدھ مت اور جین مت کے جوگیوں اور سنیاسیوں نے بے شمار دوہے تخلیق کئے ہیں۔ بابا فریدؔ، امیر خسروؔ تلسی داس، کبیر داس، بہاری لال اور گورو نانک وغیرہ کے دوہے آج بھی ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں۔ دوہا ایک ایسی صنفِ سخن ہے جو بیک وقت عوام کو بھی متاثر کرتا ہے اور خواص کو بھی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تجربۂ زندگی کی سچائی کا وُہ رُخ، جو دوہے میں پیش کیا گیا ہے، عام زبان میں، عام تشبیہات و استعارات کے ذریعے بیان کا جامہ پہنتا ہے۔ چکّی، اس کے پاٹ اور اُن کا کام ہمارے مشاہدے کا حصہ ہیں۔ اس عمل کو دیکھ کر جب شاعر کہتا ہے کہ

چلتی چاکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت رہا نہ کوئے

تو وہ زندگی کی ایک ابدی سچائی کو بیان کرتا ہے۔اسی لئے دوہا ہمارے باطن کی گہرائیوں میں اُتر جاتا ہے۔ زندگی کا تجربہ جب شعری تجربہ بنتا ہے اور دوہے کے رُوپ میں ڈھلتا ہے۔ تو شعری فضا میں دبی دبی سی پُراسراریت اور فقیرانہ لہجہ اس میں رس بھر دیتا ہے۔ ایسا لہجہ جس میں بے نیازی بھی ہے اور اعتماد بھی —— لہجہ کا یہی سبھاؤ لفظوں کو میٹھا اور نرم بنا کر دوہے میں رنگ و نُور پیدا کر دیتا ہے اور دوہا جگنو کی طرح چمکنے لگتا ہے۔

پرتو روہیلہ کے مزاج میں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔ اسی لئے ان کے دوہے پڑھ کر مجھے اس اُونچے، گھنے سے پیڑ کا دھیان آتا ہے۔ جس پر برسات کی گھپ اندھیری رات میں ہزاروں لاکھوں جگنو ٹِم ٹِم کر رہے ہوں۔ پرتو روہیلہ نے زندگی کے گھنے اُونچے پیڑ سے بہت سے جگنو پکڑ کر "رین اجیارا" میں بند کر لئے ہیں۔ اور میری طرح آپ بھی انھیں دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سمائیں گے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ان دوہوں کے رنگ رُوپ میں، زبان و بیان میں، لہجے اور فکر و لحاس میں دوہے کی "روایت" "جماؤ" کے ساتھ موجود ہے لیکن جہاں تک "تجربے" کا تعلق ہے اس کی یہاں دو صُورتیں ہیں۔ ایک طرف زندگی کا ایسا تجربہ بیان ہُوا ہے جس سے ہم پہلے سے خود بھی واقف تھے۔ لیکن جب یہی تجربہ ہمیں کسی دوہے میں نظر آتا ہے تو وہ دوہا ہمارے اُس تجربے کا اظہار بن کر ہمارے وجُود کا حصّہ بن جاتا ہے۔ دُوسری طرف وہ تجربے ہیں جن کو ہم نے محسُوس تو کیا تھا لیکن یہ احساس اتنا کمزور، ادھورا اور کہر آلود تھا کہ ہم اس کا شعُور حاصل نہ کر سکے تھے۔ اسے یُوں کہئیے کہ وہ تجربہ ہماری مُٹھی سے نکل کر دوبارا زندگی کے سمندر میں جا گرا تھا۔ جب ایسے تجربوں کو ہم "رین اجیارا" میں دیکھتے ہیں تو ہمارا ادھورا تجربہ جگنو کی طرح چمکنے لگتا ہے۔ اور اس دوہے کے واسطے سے وہ ادھورا تجربہ ہمارا اپنا تجربہ بن جاتا ہے۔ "رین اجیارا" میں اسی لئے جگنو ہی جگنو نظر آتے ہیں۔

ان دوہوں کے بارے میں مجھے دو باتیں اور کہنی ہیں ایک تو یہ کہ موضوعات کے اعتبار سے

ان میں رنگا رنگی ہے۔ ان میں حسن و عشق کے تجربے بھی بیان ہوئے ہیں اور جنس و سراپا کے بھی، ان میں دیس اور وطن کی بات بھی ہے اور ساتھ ساتھ گھر آنگنائی کی دُنیا بھی آباد ہے۔ وُہ دوہے جو گیان دھیان کے تجربوں سے تعلق رکھتے ہیں اسی لئے زیادہ دلآویز ہیں کہ ان میں ایسے عام تجربات بیان ہوئے ہیں جن کا ہم نے مشاہدہ تو کیا تھا لیکن یُوں نہیں کیا تھا۔ جب پرتو روہیلہ کہتے ہیں :۔

ساگر سے جب کوئی اپھاگن بوند الگ ہو جائے
سورج تاپے، بھاپ بنے، پھر برسے تب مل پائے
ایک اُٹھے اُوپر کو لوگو دُوجا نیچے جائے
جیون ایک رہٹ کا چکر مت میری چکرائے
برہ کی گہری رات اندھیری جس کا اُور نہ چھور
لمبی رات کے سناٹے میں تیری یاد کا شور!

یا جب وُہ کہتے ہیں :۔

جیون ایک کنواں ہے جس میں گونجیں بس سناٹے
دُکھ کی ناگن اس میں لوٹے اس کی مٹی چاٹے
وہ دن میں نا دیکھوں اس دن مجھ کو رام اُٹھا لے
میرے گھر کے کتے کو ہمسایہ روٹی ڈالے
تیری پریت نے من میں میرے ایسے گھاؤ بنائے
دھیرے دھیرے لکڑی کو بے جیسے دیمک کھائے

تو وُہ ایسے ہی تجربات کو عام زبان میں پوری سچائی کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔ دُوسری بات یہ ہے کہ ان دوہوں میں شاعر نے نئے نئے جذبات کی تلاش میں سر نہیں مارا ہے بلکہ "معمولی" جذبات کا استعمال کیا ہے۔ لیکن یہ جذبات عام اور معمولی ہوتے ہوئے بھی عام اور معمولی نہیں ہیں، بلکہ شاعر نے (جیسا کہ کہیں ایلیٹ نے لکھا ہے) تجربے کے ارتکاز سے عام اور معمولی چیز کو بھی نئی چیز بنا دیا ہے۔ وُہ

لوگ جو صرف ندرت کو اور غیر معمولی پیچیدہ جذبات کو شاعری سمجھتے ہیں۔ دراصل شاعری کو زندگی اور اس کے تجربوں سے کاٹنے کا عمل کرتے ہیں۔ ایسے میں نہ تو ندرت رہتی ہے اور نہ شاعری۔ جب پرتو روہیلہ "نار پھل" کے دوہوں میں کہتے ہیں :-

دو سیبوں سے جھک جاتی ہے پرتو پیڑ کی ڈالی !

رُوپ کی اتنی مایا گوری تو نے کیسے سنبھالی

من کا بالک گھبراوے ہے کیسے ہاتھ بڑھائے

مکھن کے پیڑے پر بیٹھا بھونرا موج اُڑائے

گوری تیرا جوبن من میں ایسی جوت جگائے

پھول کنول پہ تتلی بیٹھی دھوپ میں پر پھیلائے

تو کیا وہ عام اور معمولی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بھی عام اور معمولی جذبات کا اظہار کر رہے ہیں ؟ شاعری میں نئے جذبات کے یہی معنی ہیں ———— اسی لئے پرتو نے آسمان سے تارے توڑ لانے کی کوشش میں سر نہیں کھپایا بلکہ زندگی کے گھنے اُونچے پیڑ سے جگنو پکڑنے کا کام کیا ہے اور شاعری میں یہی اصل بات ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی

۲۔ اگست ۱۹۷۶ء

ترتیب

گیان دھیان

رُوپ رنگ،

گھرانگنائی،
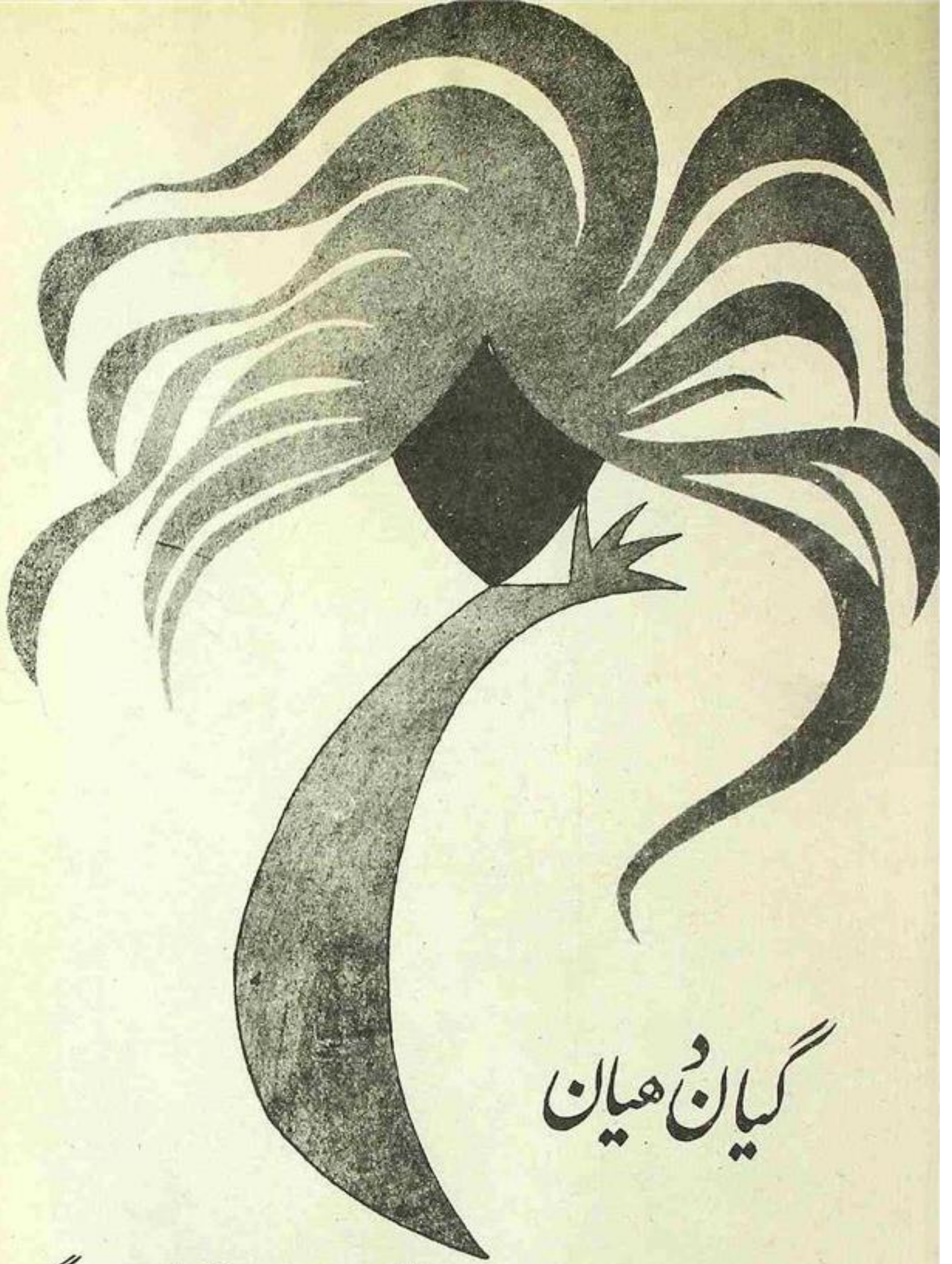
گیان دھیان

مُعتصم احمد خان مرحُوم کے نام

گیان دھیان

سوچ ساگر   سمے کی چال   جیون   ہنس   بھگوان تیرا نیائے   ستیہ پتھ . بھگون بھید . پرارتھنا

آن مان   کامنا کُنڈ   من کا بالک   بھولی ڈگریا   اکلاپے کی زہری ناگن   من کو دیمک کھائے   یادوں کا پچھاوُ

من جوت   جھوٹ ہی جھوٹ   پیٹ کارن   پریتم پریت   جی تال گیان استھان   پیت جاگ   ماتا ناتا

سُکھ کا ایک بچھونا   ست رنگ   دیس دُکھ   بھوتوں نے جگ جیتا   آیا ہے رمضان   ندیا   بیتی رت کی نشانی
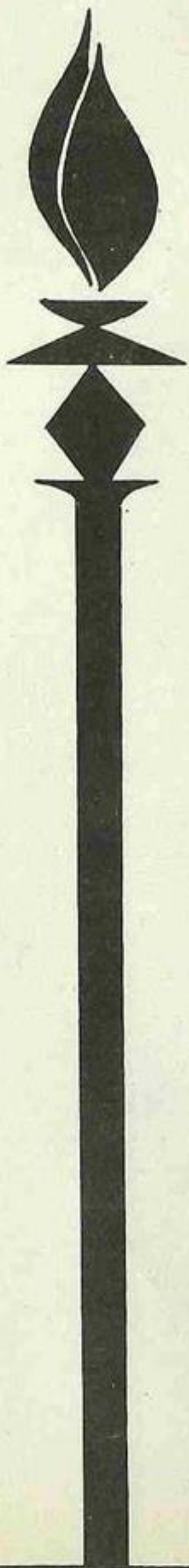
پرارتھنا

○

تم ہی پربھو سوچ کے بینکھی تم ہی سوچ کی دھیا
تم ہی میرے جیون مانجھی تم ہی میری نیا

○

تُو ہی سب کا راکھا پربھو تُو ہی سب کا داتا
تیرے بھروسے پاس ہمارے روگ ڈھے نا کھاتا

○

تُو ہی میرے من کی دھڑکن، تُو ہی سوچ کا مان
تیری آس پہ جیتے ہیں، ہو تیری دیا بھگوان

○

○

تُوہی سانچ سہانک ہے اور تُوہی بخشن ہار
ٹُوٹی آس کی نیّا پربھو پاپن کی منجدھار

○

اَن دینا اور دھن دینا اور رکھنا لاج ہماری
بپتا کی اس نگری اندر پربھُو آس تمہاری
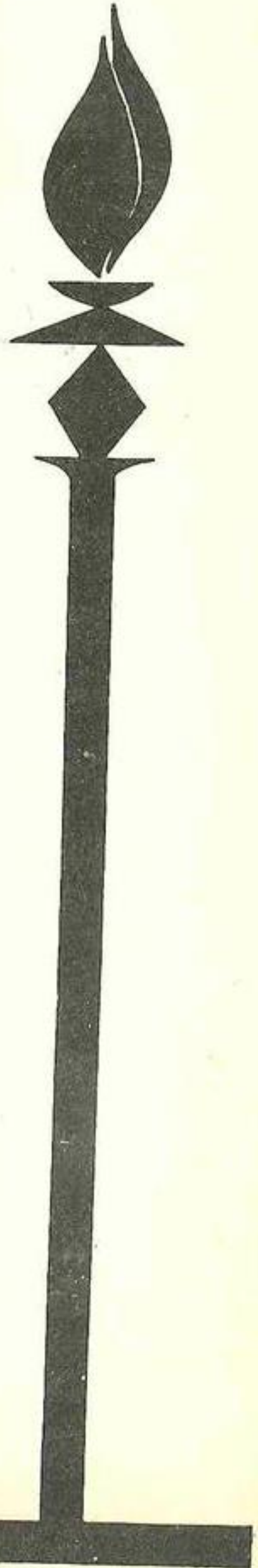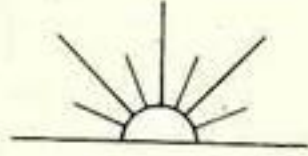
بھگوَن بھید

○

بے گُن بے سُدھ کیسے پائیں ایشور تیرے بھید
ہم ہیں ایسی چھلنی داتا جِس میں نو سو چھید

○

دُنیا کا یہ ناٹک لوگو کیسے سمجھ میں آئے
کیسے رنگ ہیں پھُولوں کے یہ اندھا کیا بتلائے

○

میں مٹّی کا پُتلا لوگو جوت کو کیسے جانوں
پھُوٹی آنکھوں کس بِرتے پر چندرماں پہچانوں

○

ہوش حواس اک پنجرہ لوگو اِس میں ہم اک پنچھی
پنجرے اندر بیٹھے دیکھیں دنیا کی نوٹنکی

پیڑ کا پتّا بھی جب لوگو کھڑکائے سے کھڑکے
ماس کا ٹکڑا چھاتی اندر کیسے سنحانے دھڑکے

ستّیہ تیتھ

○
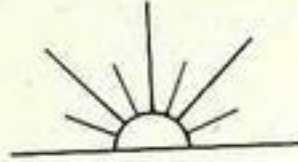
ست کونپل پر سکھیو ساری بیلیں بروے واری!
ایشور پریم کا پانی مانگے تجھ سے من کی کیاری

○

جیبھ لگا لے تالو سے اور آنکھوں کو لے میچ
نام ہری کا جپتا رہ یوں من کی کیاری سینچ

○

من مندر کی چپت کٹیا کی کھل جائے جو کنڈی
میں جانوں بس مل گئی مجھ کو تیری درشن ہنڈی

○

تب سمجھوں میں تجھ تک پہونچا ایشور یہ پر نام!
جیبھ سماں جب من بھی لیوے ہر پل تیرا نام
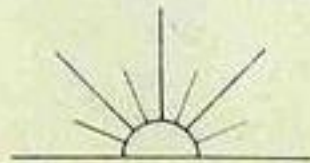
بھگوان تیرا نیائے

○

چاروں اُور کھلونے دھر کے بالک کو للچائے
دیکھی تیری لیلا ایشور دیکھا تیرا نیائے

○

کُتّے نے تو گھورا کھا گائے نے ماس کھلایا
مجھ کو دھرتی اُوپر پربھو کا ہے بوجھ بنایا
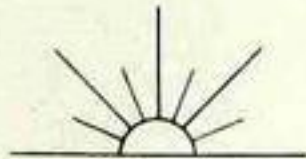
مانُس

○

میری سمجھ میں مانس کی اے سیانو بات نہ آئے
اپنے آپ کو دھوکے دیوے پھر مُورکھ پچھتائے

○

بوڑھے مارے ناری موہے بچوں کو ہتیائے
نام رکھاوے دین مُحمّد دیکھو تو انیائے

○

کتّا اپنا بھونکنا بھولے بکری شیر ڈرائے
مانس کی ہنکار نہ جائے مانس مر مر جائے

○

○

ہر ہر سانس میں جیون ڈوری چھوٹی ہوتی جائے
مانس کتنا بھولا جناور کل کی آس لگائے

○

سانپ کا منکا مل جائے ہے بستی نہیں تو گاؤں
میں مانس کا کاٹا لوگو، میں کس وید دکھاؤں

○

کتّا بیری کتّے کا پر اپناپت دکھلائے
مانس ایسا کُتّا لوگو، مانس ہی کو کھائے

○

چیلیں کوّے نوچیں ہیں جب ڈھور کوئی مَر جائے
مانس ایسا گدھ ہے لوگو، جیتے جی کو کھائے

○

اپنے آپ کو ساہ کہے اور آپ ہی لوٹ مچائے
مانس لوگو لالچ کارن کیسے سوانگ رچائے

○
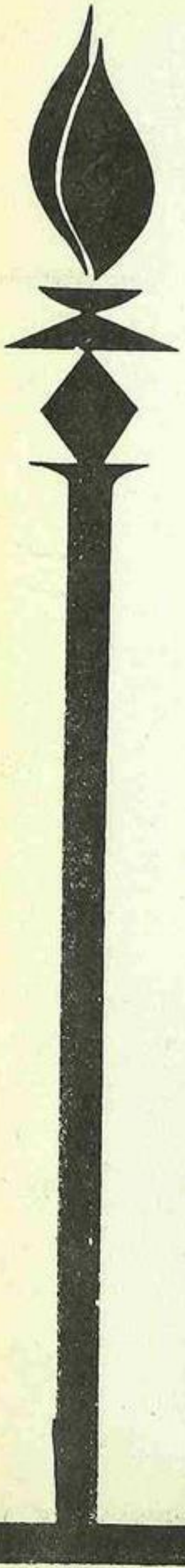
نالی میں جو لوٹے ہے اور کوڑھ کو اپنے چاٹے
مانس لوگو وُہ کُتا ہے پالنہار کو کاٹے

تیری آن کو کیا پہونچے گا اے مانس شیطان
قبروں میں بھی چھوٹے بڑے کی رکھّی ہے پہچان

اپنے ماس کو مانس کھا کے کرتا ہے پُن دان
من میں جیسے کالک بھر کے کوئی کرے اشنان

بچّوں کے ہم خُون کو چاٹیں ماں کی لاش بھنبھوڑیں
ہم تو وُہ کتّے ہیں لوگو، اپنا ماس نہ چھوڑیں

آج بنا مطلب کے جو بھی اپنے پاس بٹھائے
لاگ لپیٹ کی نگری میں وُہ مانس کیا کہلائے

○

اکلاپے کی پیر جو سمجھے، دُکھ میں جی بہلائے
میری گیتا میں تو لوگو وُہ دیوتا کہلائے

○

بے بس کو جو دھیرج دے اور نربل کا ہو سہائے
اس مانس کے چرنوں اوپر دیجے سیس نوائے
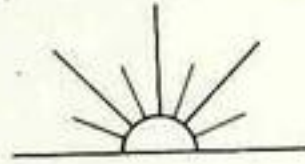
جیون

○

مٹی کا اک ڈھیر ہے ٹوٹا سانس کا جب سمبندھ
کوڑا اگر کٹ رہ گیا لوگو نکلی پھول سگندھ

○

سانس کا دھاگا ہر جھٹکے میں اور بھی تنتا جائے
بھاری گاگر کچی ڈوری سجنی ٹوٹ نہ جائے

○

مٹی تیرا دیس ہے پگلے مٹی تیرا بھاگ!
پانی بن کر چاہے جی لے چاہے بن کر آگ

○

○

ٹوٹ الاؤ سے تو نکلی لو کو اک چنگاری!
بھاگ میں کیا لکھا ہے اسکے کیا جانے بیچاری

○

ساگر سے جب کوئی ابھاگن بوند الگ ہو جائے
سورج تاپے، بھاپ بنے، پھر برسے تب مل پائے

○

چندا جی آکاش پہ پہونچے آنکھ مچولی کھیلیں!
ہم مورکھ، اس جگ میں اکیلے جیون کے دکھ جھیلیں

○

اچھلیں کودیں لانگھ نہ پائیں مجبوری کا ہالا
پر تو تیری میری رسّی پکڑے کون گوالا

○

اپنے آپ اُتارے باؤ اپنے آپ بٹھائے
ریل مسافر ٹک ٹک دیکھیں کوئی بوجھ نہ پائے

○

جیون ریل کا اندھا بابُو پگ پگ سو اندھیارے
ٹھور ٹھکانا دیکھے ناہیں رستے بیچ اُتارے

جس کو چاہے پاس اُتارے جس کو چاہے دُور
ریل کا اندھا بابُو پر تو ہم تم سب مجبُور

کیسا آنکھ کا دھوکا پر تو، کیسا کال کا پھیر!
کل تھا جیتا جاگتا مانس، آج ہے راکھ کا ڈھیر

مال پرایا کھا کے دھرتی آدھا نا لوٹائے
ہیرے موتی بوئے اِس میں تب گُل بوٹے پائے

کوئی نکلے سیل کی کارن کوئی جائے اکھاڑے
مرت قصائی پھر بھی نہ چوکے گھر میں آن پچھاڑے

○

دو بیسی تو سوتے بیتی تیجی بیسی جاگے
اب اس ڈر سے نیند نہ آئے مرت کھڑی ہے آگے

○

سمجھو کتنا بھولا تھا میں کتنا تھا نادان
پھولوں سے جھولی بھر کر آ نکلا رن میدان

○

جیون کے میدان کسی کی ہار کسی کی جیت
مجھ پگلے کو دیکھو گاؤں ہر پل پیار کے گیت

○

ایک اُٹھے اوپر کو لوگو دُوجا نیچے جائے
جیون ایک رہٹ کا چکر مت میری چکرائے

○

آشا بھولا بھالا بالک، پل پل کھیل جمائے
بھاگ کا نرڈے بُوڑھا گورو مارے اور رلائے

○

○
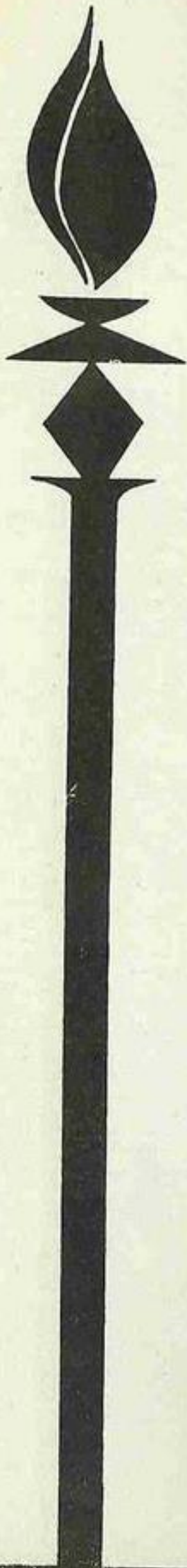
کچے ہوں تو ڈالی پر بس جھولا جھولت ہوئیں
پک جائیں تو باری باری ماٹی میں جا سوئیں

○

جیون رنگ گنو گے کیسے ان کا انت نہ آد
بوٹا پتی پھل پھلواری مٹی پانی کھاد

○

کیسے مانوں جیون بھر پھر اس سے نہ ہوگا ملاپ
ہاتھ سے نکلے میرے ابتک جسکے ہاتھ کی تاپ

○

اچھا کھیل ہے منہ سے بولوں اور نہ آنکھیں کھولوں
آنکھوں اوپر پٹی باندھے جیون راہ ٹٹولوں

○

جب بھی سوچوں آتما میری خون کے آنسو روتی
مٹی اندر کھو گئے پر تو کیسے کیسے موتی!

○

○

دونوں مٹھی بیچ کے روکوں پھر بھی نہ کچھ بن پائے
جیون کی یہ چکنی ڈوری ہاتھوں نکسی جائے

○

کیسی بیتی رین جوانی سوچوں تو دُکھ ہوئے
نا تو کوئی دُھوم مچائی نا جی بھر کر سوئے

○

اچھلے کُودے بھاگے دوڑے ہاتھ ربڑ کی گیند
بھولا بالک کیا جانے کب گھر میں لگ گئی سیند

○

پچکے گال جوانی رُوٹھی نینن جوت گنوائی
لڑکے بالے سارے کہویں اماں چاچی تائی

○

ڈوبنے لاگا سُورج لوگو، لمبی ہوئی پرچھائیں
دِن کو جن سے تارے دیکھے وُہ آنکھیں گدلائیں

○

○
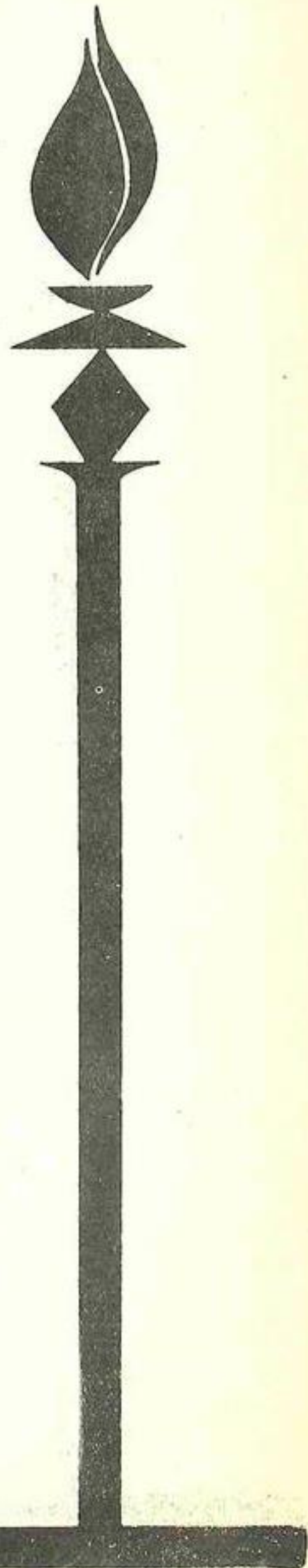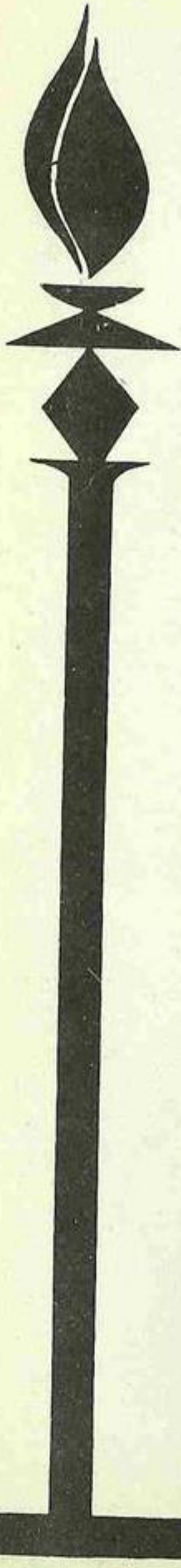
جیون ایک دو دھارا خنجر جیون اِک تلوار
ساری رین تڑپتے بیتے اُس کی ایسی مار

○

جیون ایک کنواں ہے جس میں گونجیں بس سناٹے
دُکھ کی ناگن اُس میں لوٹے اُس کی مٹی چاٹے

○

جیون اِک بلوان کی لاٹھی ٹھاکر کا انیائے
نربل کی یہ چیخ ہے پر تو بے بس کی یہ ہائے
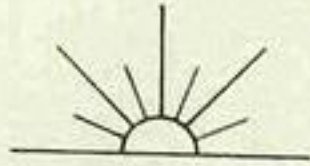
سمے کی چال

○

کوئی چڑھے کوٹھے کے اُوپر کوئی گرے پاتال
ہم سے جنم کے پگلے بیٹھے دیکھیں سمے کی چال

○

میں سوچوں ہوں جب کھلتا ہے تاروں کا یہ کھیت
پگلے تیرے اپنے مُنہ پر کتنی سمے کی ریت

○

گونجے سمے کا سنّاٹا اور گہری ہووے رات
بھولی بسری یادوں کی پھر باجت ہے بارات

○

○
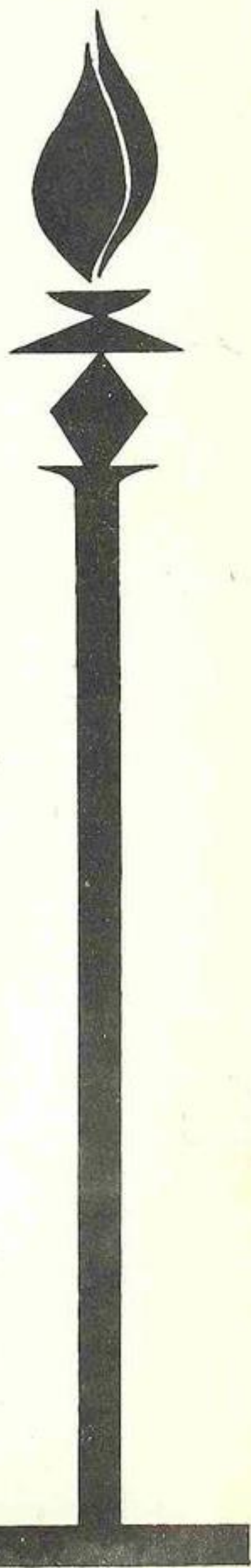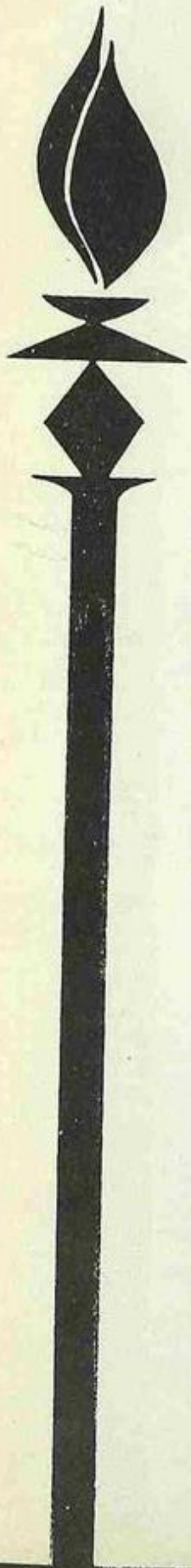
سر پہ کھڑی ہے پربت بن کر کب سے رین اندھیاری
آج سمے کے پنکھ بھی لوگو ہو گئے کتنے بھاری

○

ایک ہی اور چلے یہ کالا چِٹّا سمے کا گھوڑا
ایسا کوئی نہ آیا جس نے اس کے مُنہ کو موڑا

○

پاؤں اس پر ٹک پائے نا ہاتھوں باگ ہی آئے
بجلی گھوڑا سمے کا اس پر آسن کون جمائے

○

ہر رستہ چلتے سے پُوچھوں کوئی مجھے سمجھائے
کون سمے کی چرخی لوگو اتنی تیز گھمائے

○

رُوپ کی رانی کال کے رتھ کو اتنا تیز چلائے
پل چھن سارا جیون بیتے مانس مت چکرائے

○

○

کال سپیرا اپنی دُھن میں بین بجاتا جائے
جیون کی پگڈنڈی اُوپر ناگ کھڑا لہرائے

○

آنکھیں میچے سمے کی چکی بیٹھا کون چلائے
موتی کنکر ہیرا پتھر سب کچھ پستا جائے
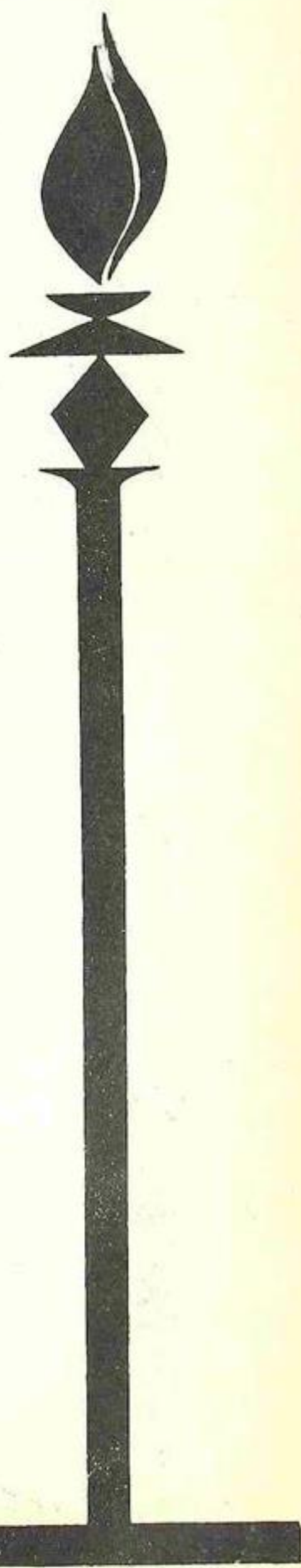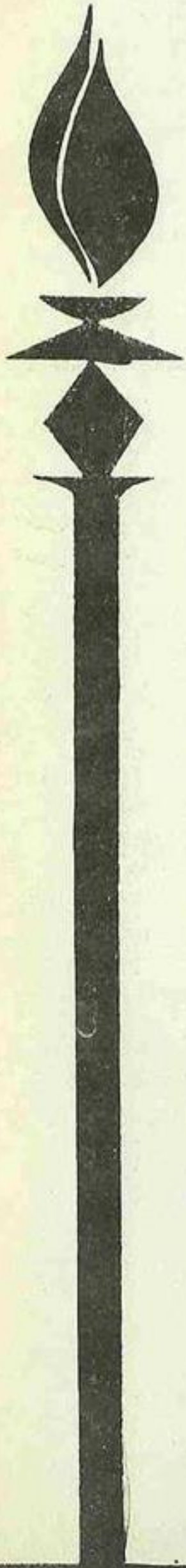
سوچ ساگر

○

نیلی رات کے گہرے ساگر اندر ڈُبکی ماروں
دیکھو سوچ کو لیکر ڈوبوں یا اس پار اتاروں

○

میری سوچ کے پاؤں کب کے ہو گئے تھک کر چُور
دار دوارہ تیرا پربھو جانے کتنی دُور

○

بن کارن کا روگ ہے اِک بن کارن جلتا جاؤں
سوچ کی اگنی کی تپ ایسی رہ رہ پگھلا جاؤں

○

آنکھ کی کھڑکی اتنی چھوٹی باہر نا دکھلائے
سوچ کا آنگن اتنا ٹیڑھا پاؤں نہ ٹِک پائے

آج بھلا کیوں لگتا ہے یہ بھیجا خالی خالی
سونے کی کٹھیا کیسے ہو گئی لوکو ٹین کی تھالی

میری رت کی لہروں میں تو گوری یوں لہرائے
سوچ کے تانے بانے اندر جیسے کویتا گائے

ٹین کی تھالی پر اُبھرے گی کیسے سوچ کی ریکھا
پتھر اوپر جونک لگے یہ جگ میں کس نے دیکھا

ڈالی ڈالی پتے پتے پھدکیں اور اُڑ جائیں
سوچ کے سیانے پنچھ پکھیرو پر تو ہاتھ نہ آئیں
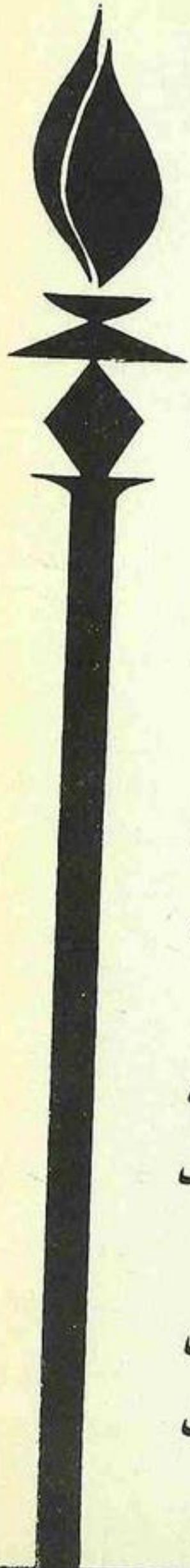
سُورج جیسے میں بھی لوگو دُور کہیں کھو جاؤں!
سوچ گپھا سے جب اُبھروں تو جوت سندیسہ لاؤں

سُوجھ کی اَنٹی گنجلک لوگو اُلجھی بوجھ کی ڈور!
سوچ سرا تب پاؤں جب ہو جیون رین کی بھور

من میں اِک انجانا دُکھ ہے راتوں نیند نہ آئے
سوچ کی وُہ زہریلی ناگن رہ رہ کر بل کھائے

اتنا گھُوما جنگل جنگل اپنی سوچ کے سنگ
بھُول گیا اپنی بستی کے رہن سہن کے ڈھنگ

سوچیں اُٹھیں ٹہلیں پر تو آنکھوں کاٹیں رات
بھور بھئے تو یاد نہ آئے کیا تھی رات کی بات

راجہ رانی دان کرے ہیں کھیت حویلی گاؤں!
میں کونے میں رات کو بیٹھا سوچ کے دیپ جلاؤں

سوچ کنوئیں میں جا ڈوبیگی آج نہ جو بتلائی
آج کی بیتی آج ہی کہدو کل پہ نہ چھوڑو بھائی

پورا ہو کر بکھرے پر تو لعل بنے نا ہیرا
سوچوں کی آری نے ایسا کروٹ کروٹ چیرا
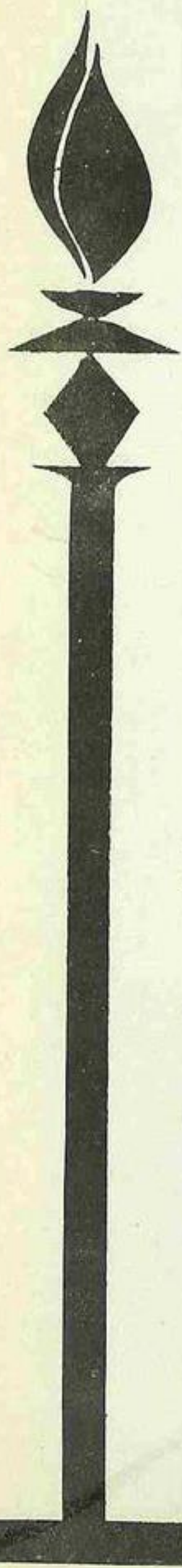
یادوں کا پچھیاؤ

○

آج چلا پھر لوگو ایسا یادوں کا پچھیاؤ
جی چاہے ہے آنکھیں مونڈے ٹھور یہیں مر جاؤ

○

بسری یاد کے آنگن میں یوں گھومے تیری پریت
رات کو جیسے جنگل میں کوئی گائے رسیلا گیت

○

ایسی یاد آئے ہے سکھیو بھولی بسری جوانی
جیسے ہری ہو پروائی میں کوئی چوٹ پرانی

○

گو نبجے سمے کا سناٹا اور گہری ہووے رات
بھولی بسری یادوں کی پھر باجت ہے بارات

برہ کی گہری رات اندھیری جس کا اور نہ چھور
بسری یاد کے سناٹے میں تیری یاد کا شور
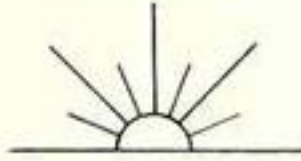
مَن کو دیمک کھائے

○

ویدو تم کیا جانو گے اور میں کیسے سمجھاؤں
اپنا دُکھ میں آپ نہ جانوں تم کو کیا بتلاؤں

○

تم اے سیانو کیا سمجھو گے مُگھّم بات پرائی
سچ مانو تو اپنی سمجھ میں اپنی بات نہ آئی

○

اُوپر اُوپر دیکھے ہیں سب اپنے اور بیگانے
اندر کیسے روگ لگے ہیں اس کو کوئی نہ جانے

○

○

سانجھ سمے سے آج تو پر تو حال ہے ایسا جی کا
بھور بھئے پہ رات کے ماتھے چاند کا بجھتا ٹیکا

○

کیسا دُکھ ہے مجھکو سجنو، کیوں ہُوں میں بے چین
کن دیشوں کے سپنے دیکھوں کھولے دونوں نین

○

دکھ کی بدلی یُوں چھائی ہے من نگری کے اُوپر
سانجھ سویرے بستی پر ہو جیسے دھوئیں کی چادر

○

اندھی رات کا اندھیارا اور سانسوں کے سنّاٹے
کروٹ کروٹ کانٹے لاگیں نرم بچھونا کاٹے

○

تن بن کارن کیوں ٹوٹے ہے من کیوں اُٹھے پیر
ہونٹ بھلا کیوں پپڑائے ہیں آنکھ ہے کیوں نیر

○

مَن بگیا کو رات کے پنچھی جَم جَم چین سے کھائیں
دن کی گوپھن آگے نہ ٹھہریں اِک پل میں اُڑ جائیں
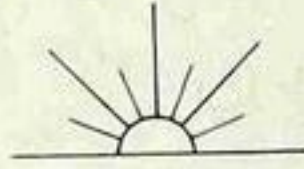
اِکُلاپے کی زہری ناگن

○

اکلاپے کی زہری ناگن جیون کو یوں چاٹے
جیسے لہر ندی کی دھیرے دھیرے کنارا کاٹے

○

جیون گھوڑا بھرتا جائے ہر ہر پل فراٹے
اکلاپے کی دیمک مَن کو دھیرے دھیرے چاٹے

○

کِس کا ہاتھ پکڑ کر نکلوں کیسے باہر آؤں
اکلاپے کی دلدل اندر رہ رہ دَھنستا جاؤں

○
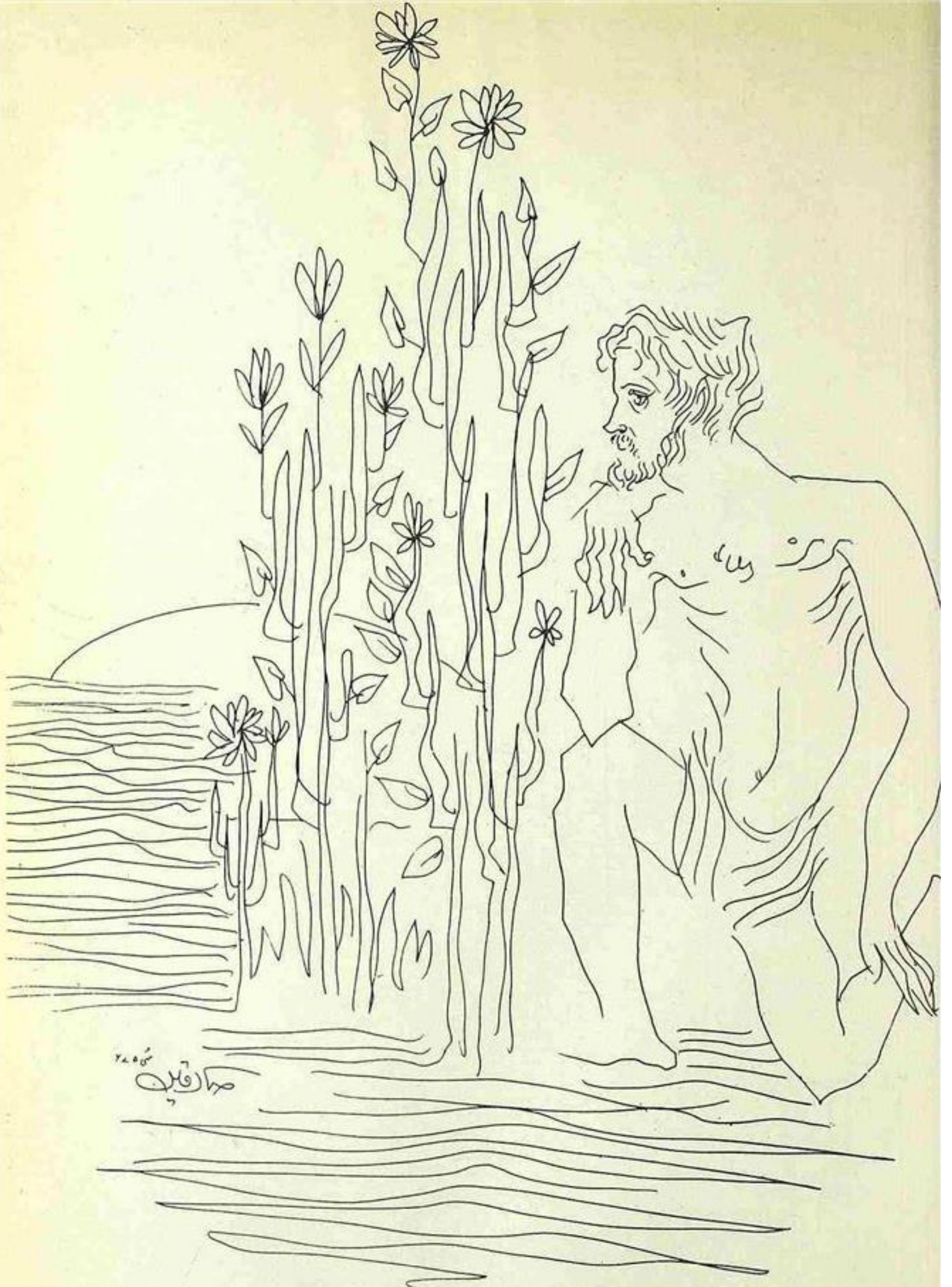
بوٹا پھوٹے مٹی سے اور اوپر اٹھتا جائے
دھرتی والوں کو میں سوچوں نیل گگن کیوں بھائے؟

کونسا رستہ پکڑوں سجنو کون سی بستی جاؤں
اکلاپے کی زہری ناگن پگ پگ تھامے پاؤں

من کی ہنستی بستی نگری ایسی ہوئی سنسان
بھور بھئے پاتر کا کوٹھا رات سمے شمشان
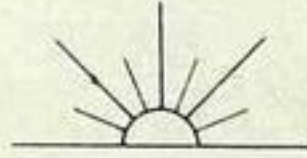
بھولی ڈگریا

○

کس بستی میں گھر تھا میرا لوگو کیا بتلاؤں
میں پر تو وہ بھولا بالک بھولا اپنا ناؤں

○

کس بستی سے آیا لوگو کونسی بستی جاؤں
میں تو پر تو وہ پردیسی بھولا اپنا گاؤں

○

تھل ٹیلوں میں کب تک گھوموں جیتا تیرا ناؤں
کونسا رستہ او البیلی پہونچے تیرے گاؤں

○

بوٹا پھوٹے مٹی سے اور اوپر اٹھتا جائے
دھرتی والوں کو میں سوچوں نیل گگن کیوں بھائے
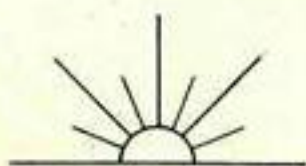
مَن کا بالک

○

گہرا ہونے لگے ہے جیسے پر تو سانجھ اندھیرا
مَن کا بالک جاگ پڑے ہے سمجھے ہُوا سویرا

○

ہنستی بستی چھوڑ کے سجنو سُونے رستے جاؤں
مَن کا بالک یوں بھی نہ مانے پھر کیسے بہلاؤں

○

سانجھ سمے کیوں پر تو میرے اندر پیر سی ہوئے
مَن کا بالک کیوں مچلے ہے کیا مانگے کیوں روئے

○

○

تم بھی کیسے پگلے پر تو لینا نا کچھ دینا!
بال چُپڑ کے میلے چلے ہو کیسہ ناہیں چبینا

○

مَن کرتا ہے تیرے آگے اپنا دُکھڑا روئے
سپنے کا یہ کام ہے پر تو کبھی نہ پُورا ہوئے

○

میرے پیار کی ارتھی نکلے جگ میں چاروں کھونٹ
جی چاہے ہے مَر جاؤں رکھ اسکے ہونٹ پہ ہونٹ

کامنا کُنڈ

○
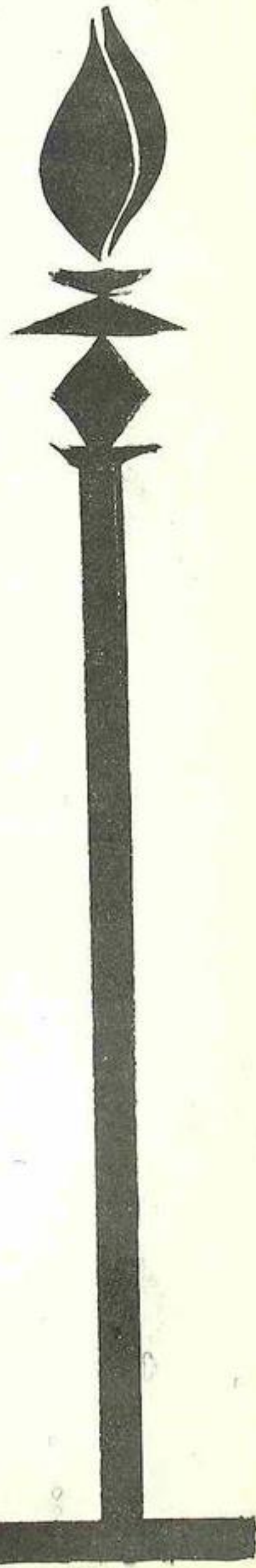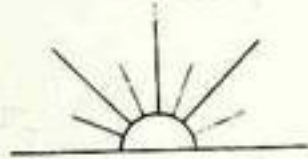
سوچ رہُوں یہ اُکتا کر جب جگ سے جی گھبرائے
برگد کے اک پیڑ تلے جا بیٹھوں دھونی رمائے

○

بستی بستی نگری نگری گاؤں سُریلے بول
پریم کی بھکشا مانگوں لے کر مَن کا اک کشکول

○

کپڑے پھاڑ اتاروں سارے تن پہ مَل لوں بھبوت
جنگل میں جا بیٹھوں جگ کا تج کے چھُوت اچھوت

○

ہاتھ میں ہووے مالا لب پر ہر پل ہر کا نام
مَن میں بسا ہو پریم مُسافر کرتا ہو بسرام

آن مانٔ

○

اپنے کنوئیں سے پانی پیئیں اپنے گھاٹ نہائیں
اپنا جھوٹا دوجے کو دیں نا دُوجے کا کھائیں'

○

دُوجے کے دھن دولت اور رتھ بجھے اور للچائے
مُجھ سے جوگی کا پر تو وُہ کیسے میت کہائے

○

وُہ دن میں نا دیکھوں اُس دِن مُجھکو رام اُٹھالے
میرے گھر کے کتّے کو ہمسایہ رَوٹی ڈالے

○

کیسا میں رَکھوالا سجنو کیسا میرا پالن'
گائے ہماری چرنے جائے ہمسائے کے آنگن
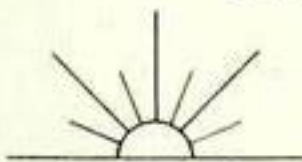
ماتا، ناتا

○

مرنے پر بھی ٹوٹ نہ پائے اس کا ایسا ناتا
دھرتی اُوپر سب سے اُونچی پر تو اپنی ماتا

○

ماتا پیار کا ساگر پر تو ماتا جوت منار
ماتا سُکھ کی پھلواری ہے ماتا جیو سنوار

○

ماتا سُکھ کی نیند ہے پر تو ماتا چین کی چھاؤں
دھرتی اُوپر ایشور ہے وہ ماتا جس کا ناؤں

○

○

پیار اور آشا کا یہ ناتا ایشور کو بھی بھائے
چولھے پاس بٹھا کر بالک ماتا آگ جلائے

○

دو[۲] ہی رنگ میں ہم تک پہنچے ایشور کی ہنکار
ماتا کی چمکار سکھی یا بالک کی کلکار

پیت بھاگ

○
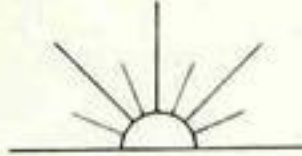
گھاٹا ٹوٹا بھاگ ہمارا، جھوٹی لابھ کی آس
کیسا وہ بیوپار سکھی ری من ہو جس کی راس

○

پکے باٹوں بیچا ہم نے پکے باٹوں پایا!
جیون کے بیوپار میں یونہی اپنا آپ گنوایا

○

نیل گگن کا تارا تھا تو منڈی ملا نا ہاٹ
میں دھوبی کا کتا لوگو بھول گیا گھر گھاٹ

○

○

دھوبی بھگوئے کپڑے کو پٹرے پڑے ڈے مارے
دیکھیں ہمیں کیا دکھلاتے ہیں پر تو پاپ ہمارے

○

آنکھوں اوجھل ہو اور ٹوٹے پربت جیسی پریت
مُنہ دیکھے کی یاری پر تو شیشہ کی سی ریت

○

دھات کسوٹی سچ بتلائے سب کی پیاری ٹھہری
میں ناتوں کی کھوٹ نہاروں ٹھہرا سب کا بیری

جھی تال

○
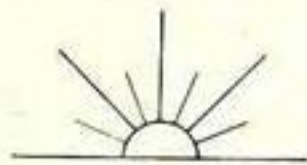
مَن سے ایسی ہُوکیں اٹھیں بے سُدھ ہوئیں کنارے
تال پہ چنچل گوری ٹھاڑی ہنس ہنس پتھر مارے

○

تال کی چھاتی سے رِستے ہیں کتنے گہرے گھاؤ
چاند نگر کے رہنے والو پتھر مت برساؤ

○

مورکھ تال یُونہی چُپ رہ کر جیون کے دُکھ جھیل
ہنس ہنس کنکر پتھر مارے روپ وتی کا کھیل

○

○

پریِت کی لہر دِمن میں ٹھہرو بن کر مَن کا گھاؤ
پتھر تٹ سے ٹکرا کر مت اپنا آپ گنواؤ

○

بھولی تال جو تو نے اپنے مَن کی بات بتائی
اتنا جان کہ دُکھ سی مایا ندّی بیچ بہائی
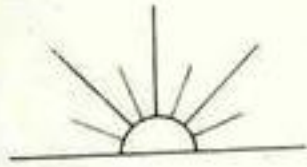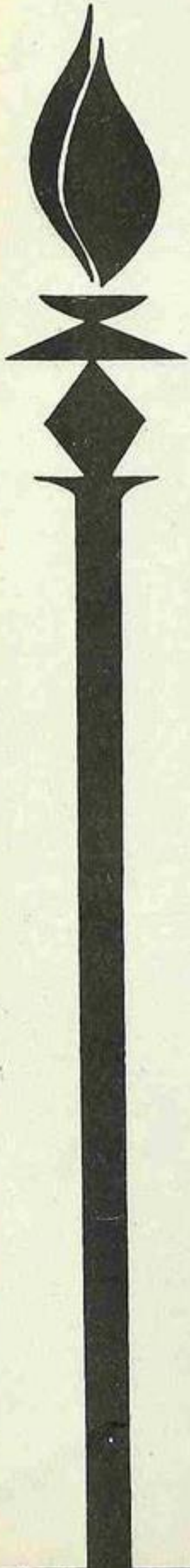
گیان استھان

○

گیانی ہو کر کرتے ہو تم اگیانی کی بات
میں ہوں رحمت خان کا پوتا اونچی میری ذات

○

خان جلاہے پنڈت بامن کنجڑے نائی چمار !
پریم کا کنڈل اتنا بڑا ہے گھر جائے سنسار

○

اس کو دیکھو دادا جس کے حافظ رحمت خان
لوگوں سے وہ کہتا پھرے کیا سید شیخ پٹھان

○

○

سیّد مرزا خان جلاہے مفلس اور امیر
خالی ہاتھوں آئیں پر تو خالی جائیں اخیر

○

سب سے اونچا گیانی ہے وہ سب سے بڑا ودوان
جس کے پاس سکھی ہوناری بال چڑھیں پروان

○

گیان کے پربت سے میں دیکھوں رائی سا سنسار
دھرتی پر وہ رائی بنے ہے سب سے بڑا بیوپار

○

برسوں گھومے جنگل جنگل تب اس بھید کو پایا
اپنے کسب کا پھل ہے لوگو گیان ہے نا کچھ مایا

○

ایسا کون جتن ہے جس کا کرنا اکارت جائے
پانی ڈالو مٹی پر تو مٹی بھی سوندھیائے

○

کوّے میری کایا کو چن چن کھائیں ماس
من سوا کا کو پھر بھی نہ چھوڑے پیا ملن کی آس
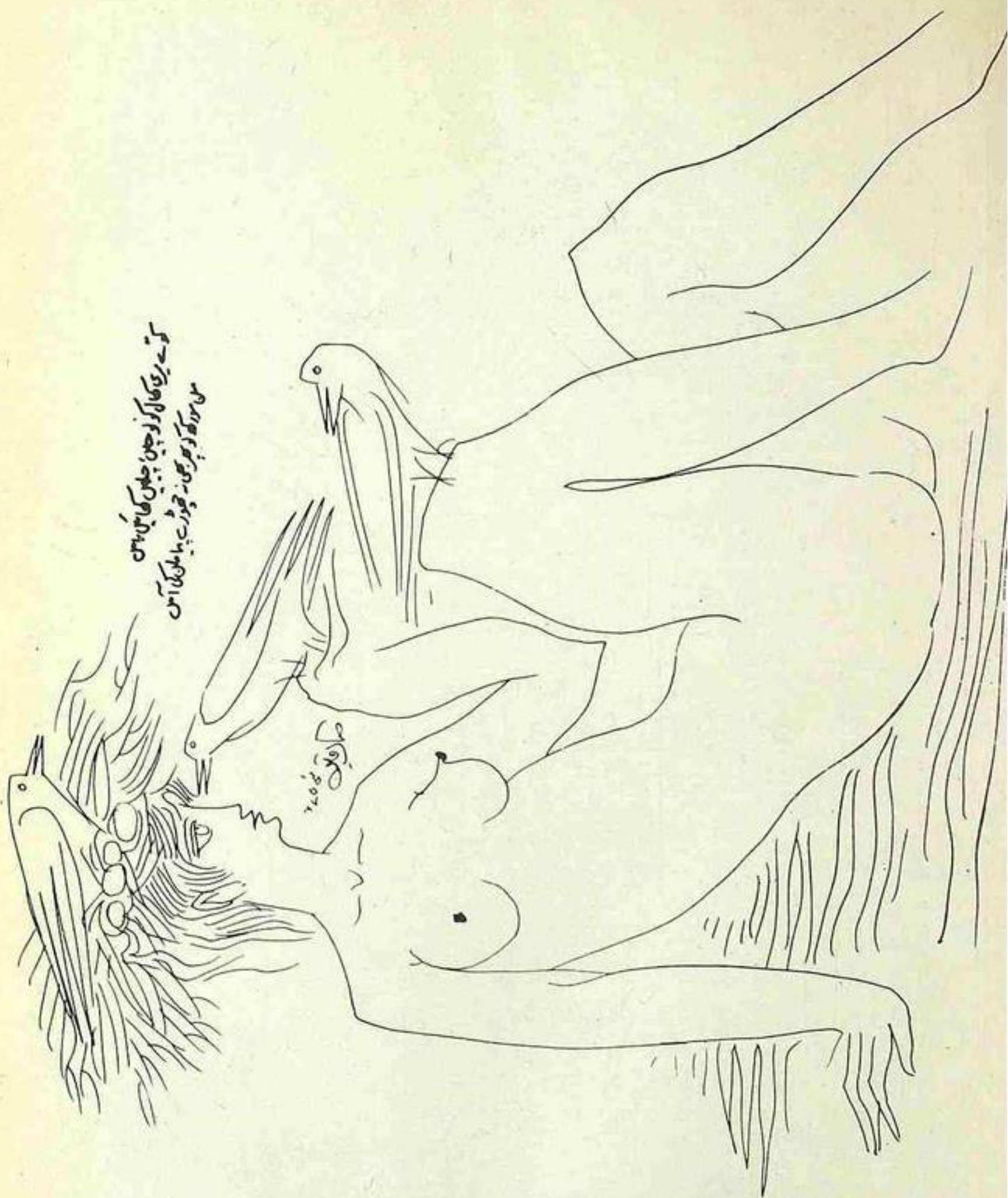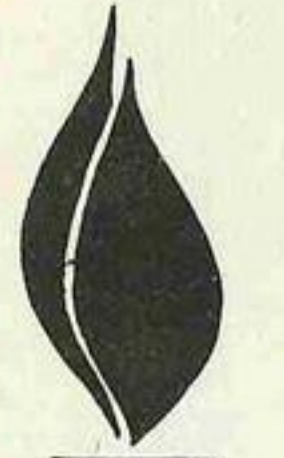
ایک ذرا بلدان کرے تو چین سبھوں کو ہوئے
جاگے ہے اک رکھوالا تو سکھ سے گاؤں سوئے

من اندر ہو کھوٹ بھری تو پانی بھی پتھرائے
سچے پیار کا ننھا دیپک پربت کو پگھلائے

اپنے داؤں پہ چوکس رہنا سب سے بڑی اچھائی
جیون کی رن بھومی اندر بہن نہ کوئی بھائی

○
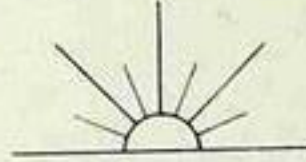
ڈرتا ہوں میں توڑ نہ ڈالے پلیاں اور پشتارے
من میں میرے پیار کا ساگر ایسی ٹھاٹھیں مارے

○

کیسی ہی چڑھتی ہووے ندیا دھوتی چھاپ نہ مارے
پریم کی نیّا بن مانجھی ہی پر تو پار اُتارے

○

کیسے چھپاؤں بیت کو تیری من منڈپ کی رانی
کب تک ٹھہرے کچّے گھڑے میں گنگا جی کا پانی

○

○

کوّے میری کھال کو نوچیں چیلیں کھائیں ماس
مَن مورکھ کو پھر بھی نہ چھوڑے پیا ملن کی آس

○

تیری پریت نے من میں میرے ایسے گھاؤ بنائے
دھیرے دھیرے لکڑی کو لے جیسے دیمک کھائے

○

ایسے گھور اندھیرے میں تم پیتم یوں مُسکائے
آس کی جھولی اندر جیسے چندر ماں گر جائے

○

تیرے پیار نے ہم دونوں کو ایک کیا لپٹائے
جیسے بیل آکاس کی پوری بیری پر چھا جائے

○

دُکھ کی ڈور میں باندھے مجھ کو اپنی اُور بُلائے
پرتو وہ مَن موہن دیکھو کیسے پریت بڑھائے

○

○

تیرا رستہ دیکھوں پیتم پکڑے پیت منڈیر
برسیں گزریں آس میں تیری بھولی سانجھ سویر

○

بھور سے ہو گئی سانجھ سکھی ری سانجھ سے ہو گئی بھور
آنکھ نہ میچوں اس کارن نا ٹوٹے دید کی ڈور

○

پر تو جی میں کیا بتلاؤں کیسی پیت کی ڈور
اس کے من کی دھڑکن کا ہو میرے کان میں شور

○

اپنی آنکھ کی بانی اپنے مَن کو نا بتلاؤں
پھر بھی میری پیت کا چرچا ہر بستی ہر گاؤں
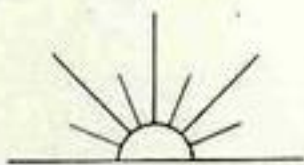
پیٹ کارن

○

گینتی پھاوڑا کاندھے دھر کے کرنے چلے مجدوری
بھوک اُٹھائے مُنہ اندھیارے ہائے رے مجبوری

○

بھوک کے کارن کیسے کیسے چندرماں گہنائے
کونسا دیپک ہے وہ پر تو تیل بنا جل پائے

○

جس نے بیوی بچے اپنے بھوکے رات سلائے
بھور بھئے وہ جھاڑو لے کر سڑکوں دھول ہی کھائے

○

کیسی تمھاری ریت ہے لوگو کیسا تمھارا نیائے
جن کے ہاتھ میں ہل کی ہتھی کھیت سے خالی جائے

جھوٹ ہی جھوٹ

○

تم بھی جھوٹے، میں بھی جھوٹا، جھوٹے ہیں ہم سارے
سچا کس کو جانیں نکلے جھوٹے رام پیارے

○

جھوٹی میری آنکھیں پر تو جھوٹے میرے کان
جھوٹا میری سوچ کا پنچھی، جھوٹی میری اڑان

○

جھوٹے سارے مندر منڈل جھوٹا سارا گیان
سادھو سنت اوتار تیاگی جھوٹوں کے پردھان

○

○
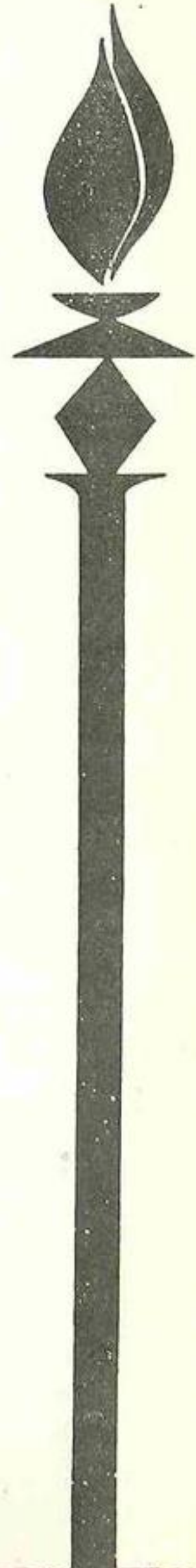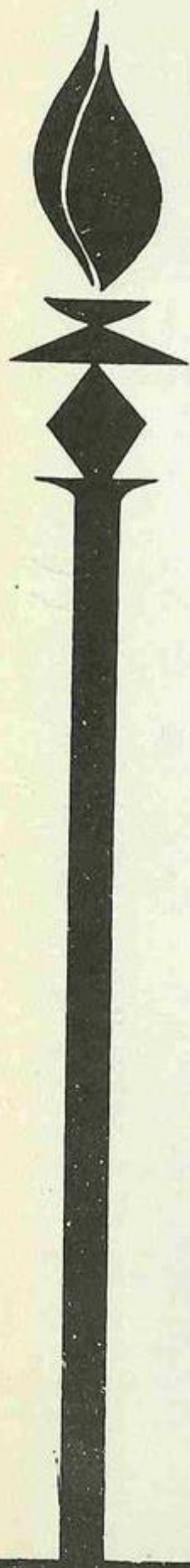
جھوٹے ہیں یہ آنسو لوگو جھوٹی یہ مُسکان!
جھوٹ کی بہتی گنگا میں سب کرتے ہیں اشنان

○

جھوٹی تیری بے چینی بھی جھوٹا میرا چین!
جھوٹی من کی جوت بھی لوگو جھوٹے دونوں نین

○

جھوٹے دونوں دولہا دلہن جھوٹے سب باراتی
جھوٹے سمدھی سمدھن دونوں جھوٹی اُن کی جاتی

○

جھوٹا ہے یہ سورج لوگو جھوٹی اُس کی دُھوپ
جھوٹی ہے وہ چاند کی بیٹی جھوٹا اس کا رُوپ
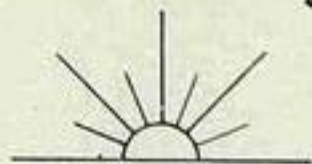
من جوت

○

مَن ہے ٹھاکر اِس تن کا جو چاہے سو کروائے
چاہے تو اوتار بنا دے چاہے بھُوت بنائے

○

سب سے بڑا دھنوان ہے وُہ اور اُتّم ہے وُہ ہوت
آنکھیں جس کی مند گئیں لوگو جاگی من کی جوت

○

کِس کارن وُہ بامن وانچے لوگو ہاتھ کی ریکھا
جگ کا کھیل تماشا جس نے آنکھیں موندے دیکھا

○

○

تیری ایک جھلک نے پیتم ایسے رنگ دکھائے
بھیڑ لئے کھڑکی در ولجے نیناں دیپ جلائے

○

ایسے کون سے گیانی تھے ہم جلتے بن ٹکرائے
چھاتی اندر دیپ جلے، سو وہ رستہ دکھلائے

○

من مندر کی گھنٹی لوگو باجت باجت روئے
انگ کا بالک پھر کبھی نہ اُٹھے ایسا بے سُدھ سوئے

○

جب سے دیکھا لوگو میں نے جاگتی آنکھوں سپنا
دن بھر رونا کام ہے میرا سگری رین تڑپنا!

○

تن شدھی اشنان ہے لوگو دھن شدھی ہے دان،
من شدھی پر سب سے کٹھن ہے تجنے پڑتے پران

○

○

میری آنکھ سے دیکھو لوگو پاؤں میں ہیرے لعل!
میرے من کی سن لو تو ہو جاؤ مالا مال

○

تن کی کالک جائے نہیں تو من کب شدھ ہو پائے
گنگا جل میں چاہے لوگو کوئی روز نہائے

بیتی رُت کی نِشانی

(یہ دوہے مشرقی پاکستان کے پس منظر میں لکھّے گئے)

○

اب بھی کناروں پر مِلتی ہے بیتی رُت کی نشانی
پچھلی برس ندی میں لوگو آیا تھا کِتنا پانی

○

چلین مِلا تھا پنڈے کو جِس ندّی بیچ نہا کے
وُہ ندّی مُورکھ لے گئی لوگو سارا پِنڈ بہا کے

○

جس ندّی نے مجھ ان گھڑ کو ہنس ہنس پیار سِکھایا
اس ندّی نے کیسے پر تو مَن کا شوالا ڈھایا

○

○

پہلے ایک ہی گاؤں تھا تھی جس میں اُونچ نہ نیچ
اب ہم دونوں انجانے ہیں ندّی آئی بیچ

○

جیسے اچانک آج پرانے برسوں کے پُل توڑے
ہو سکتا ہے کچھ دن میں پھر ندّی رُخ کو موڑے

○

اس ندّی کے بپھرے پانی سیوا سے سادھے جائیں
ایسے لمبے پُل تو پر تو پیار سے باندھے جائیں
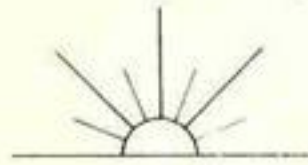
ندیا

○

سوئی ہوئی ہے ساری بستی منوا کیوں تڑپائے
ندیا تو چُپ چاپ بہے ہے لہر کنارے کھائے

○

ندیا تو چُپ چاپ ہے لیکن من میں گونجے شور
بیتے سمے کے تھل ہو نکلے ہیں جن کا اور نہ چھور

○

ندیا کیوں چُپ چاپ بہے ہے تجھ کو کس کی پیت
کون سمایا من میں تیرے کون ہُوا ہے میت

○

○

ندیا کیوں چُپ چاپ بہے ہے کوئی تو کر گل بات
کیسے کٹے گی جیون کی گھنگھور اندھیری رات

○

ندیا کیوں چُپ چاپ بہے ہے کس کی پیت دکھائے
کس سے وچن ہے ملنے کا جو بے سُدھ بڑھتی جائے

○

ندیا تو کس دیس سے آئی جائے کون سے دیس
ندیا کس کو ڈھونڈتی پھرتی ہے تو دیس بدیس

○

ندیا رات اندھیری ہے اور سناٹے کا شور
ٹھاٹھیں مارے دُکھ کا ساگر جس کا اوُر نہ چھوُر

○

ندیا کتنے میدانوں کی تُونے پیاس بجھائی
تیرے من کی اچھائی پر تیرے کام نہ آئی

○
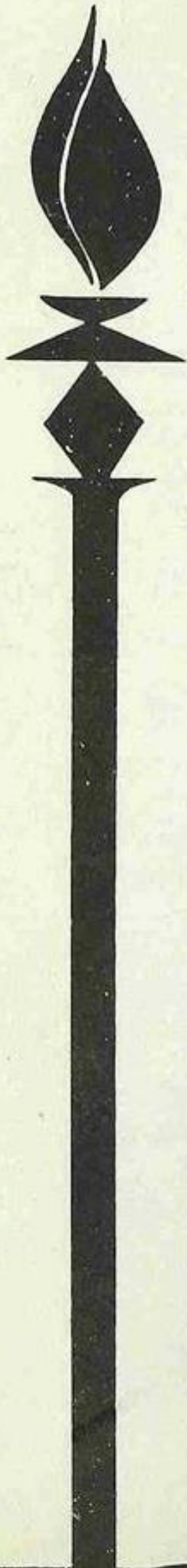
ندیا تُو نے کھلیانوں میں جیون راس رچائی
جگ نے لیکن کب جانی ہے لوگو پیر پرائی
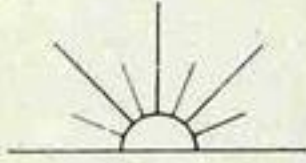
آیا ہے رمضان

○

اچھے اچھے کھانے ہوں گے پکیں گے کیا پکوان
خوب کریں گے تن کی سیوا آیا ہے رمضان

○

رشوت لیں گے اور پڑھیں گے مسجد میں قرآن
برت رکھیں گے پاپ کریں گے آیا ہے رمضان

○

پاپ کے پیسوں سے مسجد میں لوگ کریں پن دان
اپنے آپ کو دھوکے دیویں ایشور پر احسان

○

○
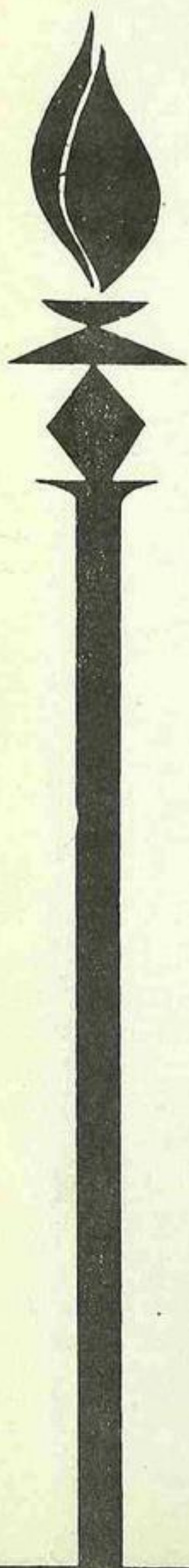
تین وَخت کا ایک میں کھا کر ریجھائیں شیطان
رب پر پھر احسان ہے لوگو، آیا ہے رمضان

○

رکھ کر برت لڑیں گے ہم سب آپس میں ہر آن
کچھ نہ کریں گے سارے مہینے آیا ہے رمضان

○

سحری سے افطار تلک اب کھولیں گے دوکان
کم ناپیں گے کم تولیں گے آیا ہے رمضان

○

پانچ رُوپلے کا مسجد میں دس بار ہُوا اعلان
"بابو دین محمد صاحب" آیا ہے رمضان

بھوتوں نے جگ جیتا

○
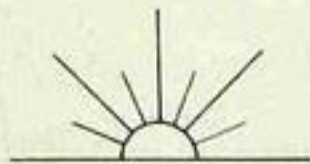
رام بچارے بے بس دیکھیں بھوتوں نے جگ جیتا
راون سات کروڑ اور ان میں ایک اکیلی سیتا

○

کوئی دن میں لوٹے ہے تو کوئی رات اندھیرے
سارے جتنے ہیں اس بستی کے ڈاکو چور لٹیرے

○

نیچ کہائیں باہمن پنڈت نربل ہیں بلوان'
چور بنے ہیں مکھیا لوگو دیکھو رب کی شان

○

○
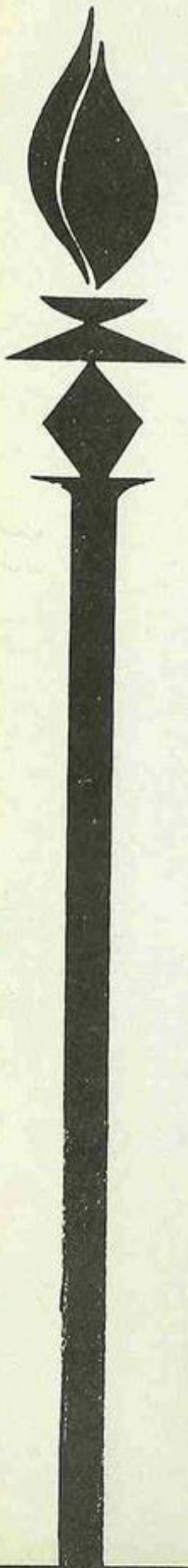
ٹھگ جو تھے سرپنچ بنے اور چور ہُوئے پردھان
اچھے بُرے کی اس ہلچل میں کوئی نہیں پہچان

○

راما جیسے نربل ہوں اور راون ہوں بلوان
جیتے جی یہ دِن بھی دیکھا جے تیری بھگوان

○

قاسم کا محمُود کا پوتا ہو تو کوئی پکارے
نیزوں اور تلواروں والے سب بن گئے بنجارے

○

پیسہ سچ ہے پیسہ گُن ہے پیسہ ہے نِروان
پیسہ گُرو ہے پیسہ دھرم ہے پیسہ ہی بھگوان

○

کِس نے بسائی تھی یہ بستی کون ہُوا پردھان
بے بس ٹک ٹک دیکھیں تیری لیلا او بھگوان

○

○

رام بچارے سیتا جی کو لینے لنکا جائیں!
اور وہاں بھی ان کو نہ پائیں پھر بولو کت جائیں

○

سوکھ کے لوکو کانٹا ہوئی اور ہڈی چمٹی کھال
میں وہ ناٹھی نگوڑی جس کا میکا نا سسرال

○

مکھ چکنا ہو چمڑی چٹی مکھیا وہ بن جائے
من میں کیسے گھور اندھیرے کوئی دیکھ نہ پائے

○

کیا پوچھو ہو ہم جیسوں کا کیا ہے دھرم ایمان
پیٹ کے اندر پاپ بھرے ہیں ہاتھوں پر قرآن
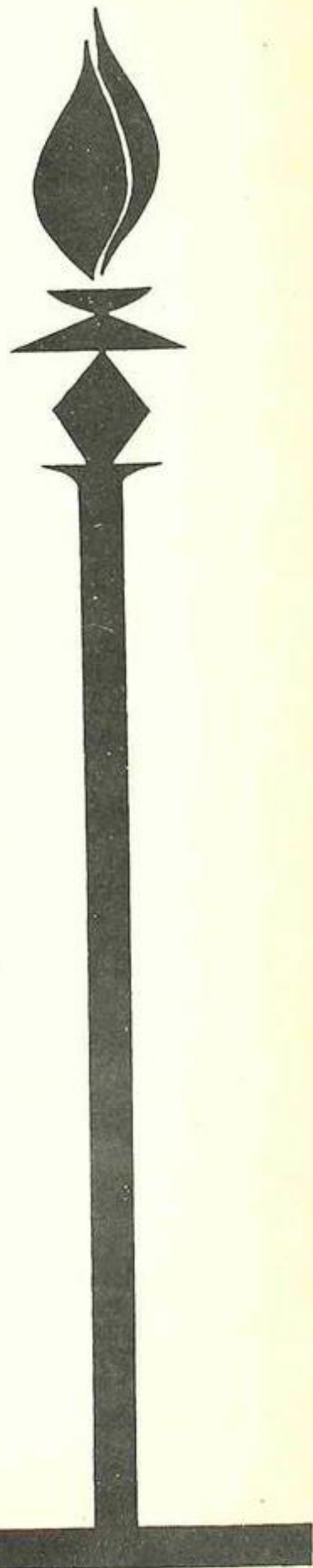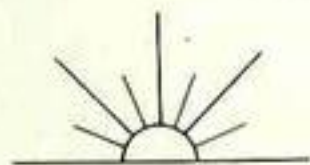
دیس دُکھ

○

کوئی بنا پنجابی لوگو، کوئی بنا پختون!
دیس کی پربت جیسی اکتا بک گئی سب پرچون

○

کس کو چنتا روگی جئے یا تج دے اپنے پران
وید حکیم آنند سے بیٹھے کرتے ہیں جل پان

○

لاش مری دفنائی گئی نا وہ پہونچی شمشان
میں نے کیا کس بات کی کارن لوگو یہ بلدان

○

راجہ جی نے جس لوہو سے راج تِلک لگوایا
اُس لوہو کو گلیوں کوچوں کتّوں سے چٹوایا

ماتا ننگے سر گھومے ہے بہن پھرے بن چولی
پوتوں ہاتھ بھری پچکاری گلیوں کھیلیں ہولی

اتنا سمے بس مت پوچھو کس کٹھنائی میں بیتا
راجہ جنک جی درشن کر لو مرتی ہے اب سیتا

گنڈ بھنور میں تو اے پربھو چلتی رہی یہ نیّا
تٹّن پر جب آن لگی تو ڈوبی ہائے کھوَیّا

ٹوٹی ناؤ بپھری ندیا بڑھتا جائے بھار
اُس کو پار لگانے والے آئیں گے اوتار

○
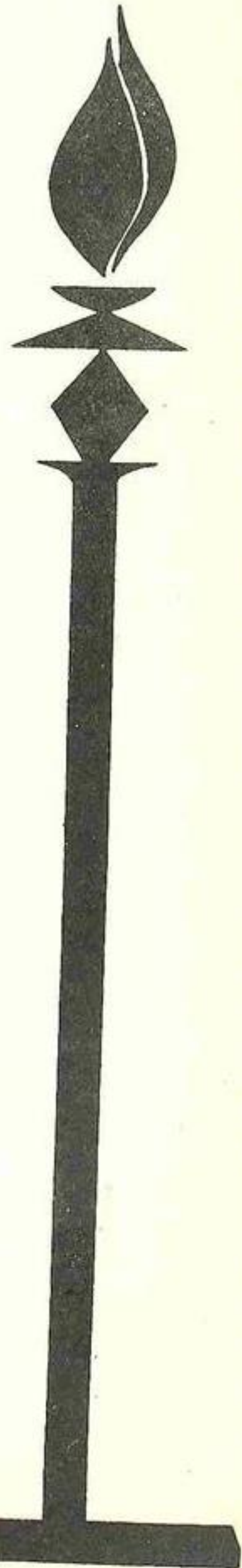
آزادی کی دیوی آئی اپنی باہیں کھولے
کوئی سڑک پر پتھّر توڑے کوئی موتی رولے

○

مارے جاتے بھینٹ چڑھاتے پھر کیوں ایسے ہوتے
آزادی کی مایا مِل گئی ہم کو سوتے سوتے

○

آزادی کا رُوپ بتائے کیسے کیسے بھاؤ
پرجا کھائے سُوکھے ٹکڑے راجہ مُرغ پلاؤ

○
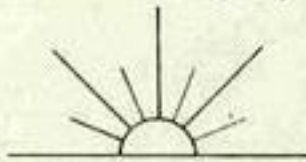
پھول جوانی ماں کی ممتا بالک کی کلکار
سچ تو پرتو ایک ہے لیکن سچ کے رُوپ ہزار

○

بچپن کی یہ گہری نیندیں کلیاں نیند سُہائے!
بھور بھئے تک چھینٹے دے تب انکو اوس جگائے

○

اسکی جیسی چیز نہ پاؤ گھومو چاروں کھونٹ
مُنہ اندھیارے بن میں ہوا کے امرت جیسے گھونٹ

○

○
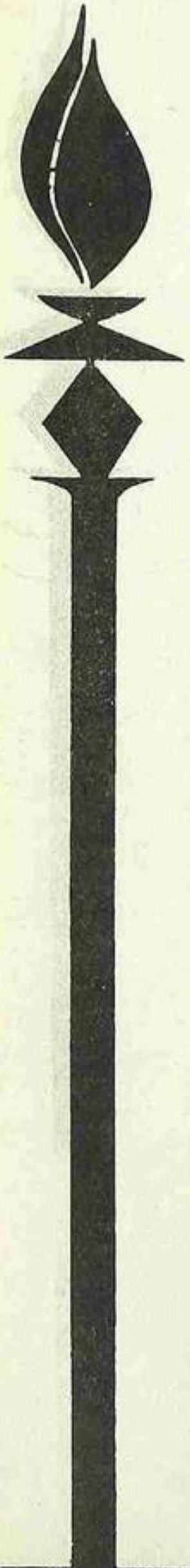
اپنی اپنی بھاؤنا پر تو اپنی اپنی رائے
چائے کے رنگ کی نار سہائے سانولے رنگ کی چائے

○

ہاتھوں چاہے نینوں چاہے کیسے کوئی بٹورے
رُوپ کی مایا ساگر جیسی جھولی پانچ کٹورے

○
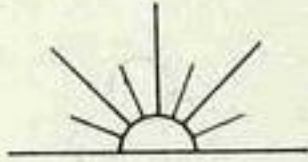
میرے دیس کی مٹی اندر چھپا پھول کی باس
میرے دیس کی دھرتی اُوپر جھکتا ہے آکاس

○

میرے دیس کا ایک جیالا رن میں جب للکارے
شیروں کا جتھا بھی پر تو بھاگے ڈر کے مارے

○

ایسی بانکی کٹیلی پر تو میرے دیس کی نار
روہیلوں کا خنجر جیسے مغلوں کی تلوار

○

میرے دیس کی ندیوں میں بہتی ہے ایسی کویتا
گاؤں کی الھڑ مٹیاروں نے پریم اکھاڑا جیتا

میرے دیس کے پانی اندر ایسا پریم اُبال!
ہر ناری ہے سوہنی اسکی ہر مانس مہینوال

چوڑی چکلی چھاتی ان کی اُونچے اُونچے ہاڑ
میرے دیس کے بانکے جیسے ڈولے کوئی پہاڑ

میرے دیس کے مکھڑوں اُوپر برسے ایسا رُوپ
بھور بھئے کا سُورج جیسے سانجھ سمے کی دُھوپ

ہر بالک ہے وکرم اس کا ہر اَبلا ہے رانی
گنگا جل سے میٹھا لوگو میرے دیس کا پانی

○

دیکھو میرے دیس کے بانکے کیسے رُوپ پجاری
کان دھرے پھولوں کا گُچھّا کاندھے تیز کٹاری

○

پتّھر اس کے ہیرے اُگلیں مٹی اُگلے سونا
دُکھ کی اس دھرتی کے اُوپر سُکھ کا ایک بچھونا

رنگ
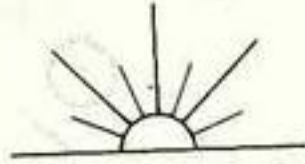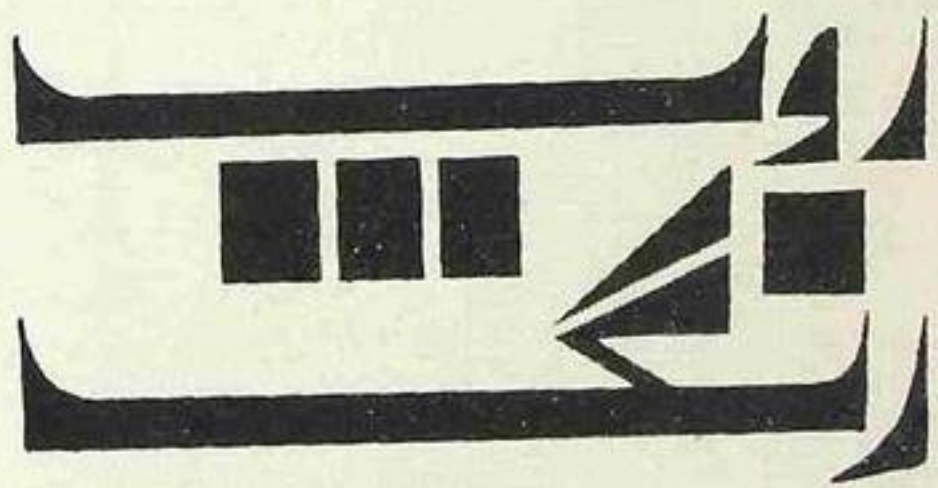
رُہتاس کی رانی کے نام
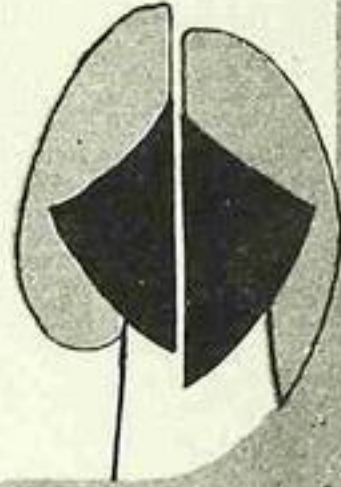
جوبن مایا

نیناں کانچ کٹورے

سندربن کی کوئل

ہاتھی دانت کے مگدر

تن من

رُت رنگ

فیروزی ساڑی

انگ اگنی

پریم کویتا

ٹین کی تھالی

متھرا یاترا

گورُو سائیں کی بپتی

نڈر گوری

دھیان مداری

بیر پرائی

شبھ رات

آپ بیتی

سانولی سیتا

گوری دوارہ

رُوپ رنگ
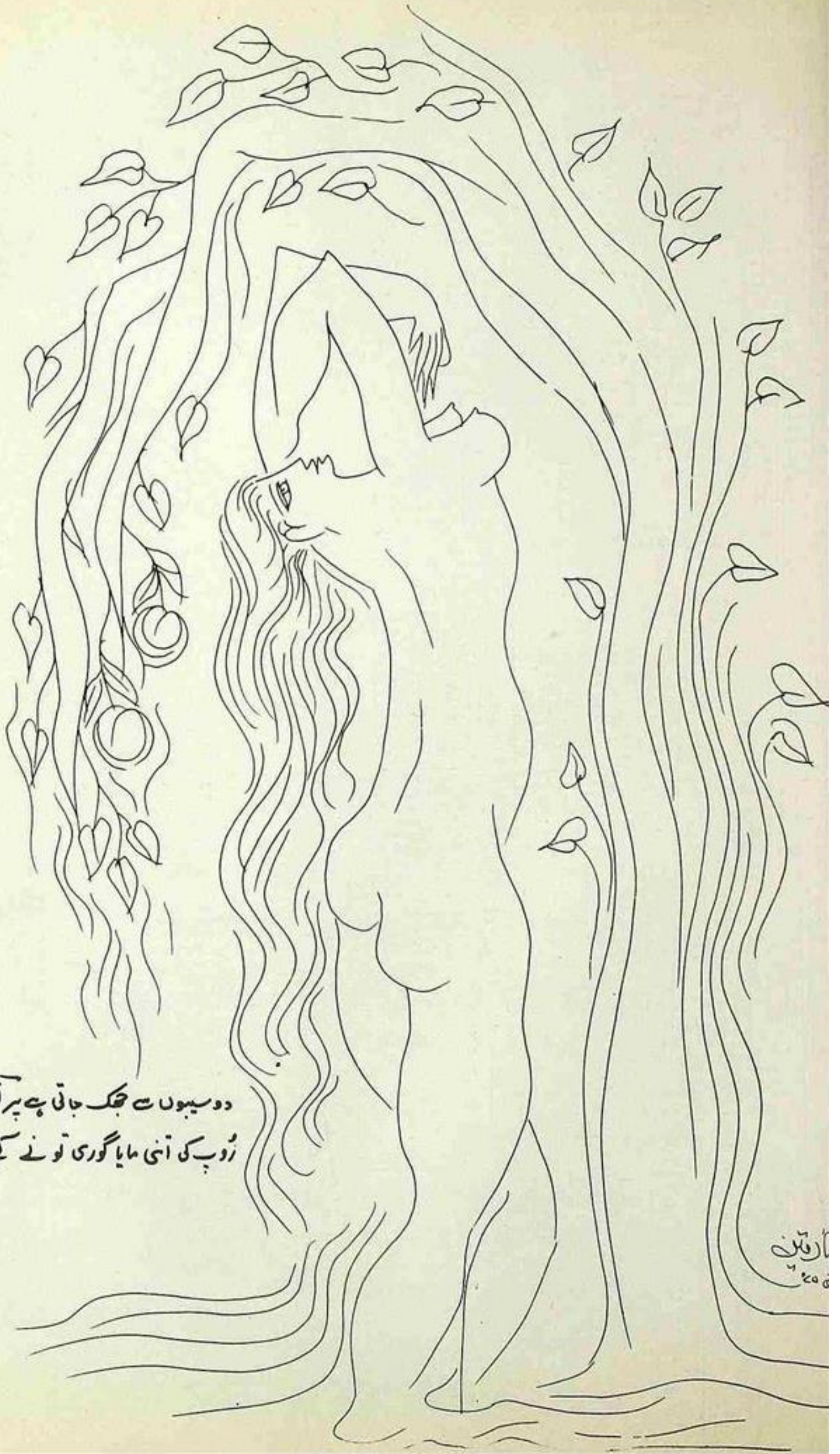
دو سیبوں سے جھک جاتی ہے پر تو پیڑ کی ڈالی
رُوپ کی اتنی مایا گوری تو نے کیسے سنبھالی؟"

جوبن مایا

○

دو سیبوں سے جھک جاتی ہے پرتو پیڑ کی ڈالی
رُوپ کی اتنی مایا گوری تو نے کیسے سنبھالی

○

من کا بالک گھبراوے ہے کیسے ہاتھ بڑھائے
مکھن کے پیڑے پر بیٹھا بھونرا مَوج اڑائے

○

اتنی سی کرتی روپ نگر کو کیسے بتاؤ ڈھانکے
جوبن مُورکھ ایک نہ مانے کھڑکی کھڑکی جھانکے

○

○

تیرے بس میں ہو جوگی تو اپنا جوگ سنبھال
گوری کا گدرایا جوبن آم کا اٹھا پال!

○

آم کا لوگو پال اٹھا ہے بستی مہکی جائے
یا اس گوری کا جوبن ہے راتوں کو گدرائے

○

چاندی کی اک تھال ہے اس پر سونے کے دو ڈھیر
سونے کے دو ڈھیروں اوپر کھٹے مٹھے بیر،

○

کھٹے مٹھے بیروں میں ہے تیری پیت کا رس
تیری پیت کے رس پہ گوری چلتا کس کا بس

○

آم بڑے دیکھے تھے لیکن ایسی کہاں مہکار
کون سی بگیا کے ہیں گوری پوچھے سب سنسار

○

○
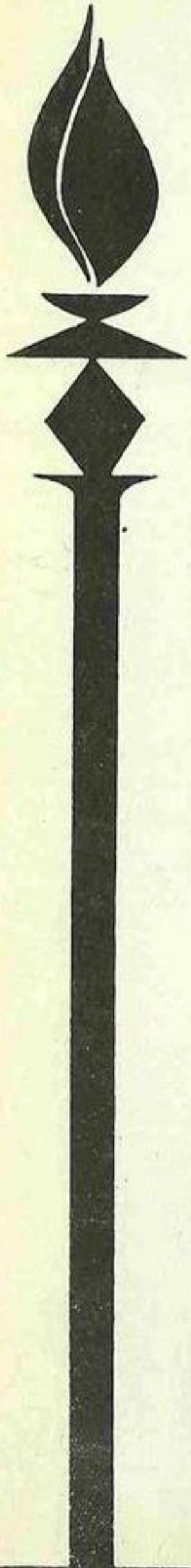
جی چاہے ہے مدراپی کر تیرے سنگ میں ناچیں
کیا کہوے ہے جوبن پوھتی چھاتی ملا کر جانچیں

○

رُوپ جوانی شہروں مہکے اپنے بھید کو کھولے
یہ وُہ مایا ہے اے گوری چھاتی چڑھ کر بولے

○

گوری نے تو آنکھیں بدلیں بھولی ساتھی سنگی
جب سے رنگ پہ آئی لوگو جَوبن کی نارنگی

○

تیرا جَوبن دیکھ کے گوری مندر اور سہائے
راج نے چِٹے گنبد اوپر کالے کلس لگائے

○

گوری تیرا جَوبن من میں ایسی جوت جگائے
پُھول کنول پہ تتلی بیٹھی دُھوپ میں پَر پھیلائے

○

○

ڈھیروں تیرا جوبن گوری تھوڑی سوچ کی ڈور
پورنماشی چندا پر آن بیٹھے جیسے چکور

○

گوری آئے پنگھٹ سے اٹھلائے اور شرمائے
جل کی گاگر خود چھلکے ہے جوبن کی چھلکائے

○

پانی کی دو گگریں گوری ان کو رکھ سستائے
جوبن سنگتی ہاتھ بٹاتا اُلٹا بوجھ بڑھائے

○

پنگھٹ رستے پر جو ناریں گاگر نا چھلکائیں
روپ نگر کے سارے جوگی پیاسے ہی مر جائیں

○

جیسے سُورج کی کرنوں سے پھل اندر رس آئے
ہم متوالوں کی نظروں سے رُوپ اس کا گدرائے

○
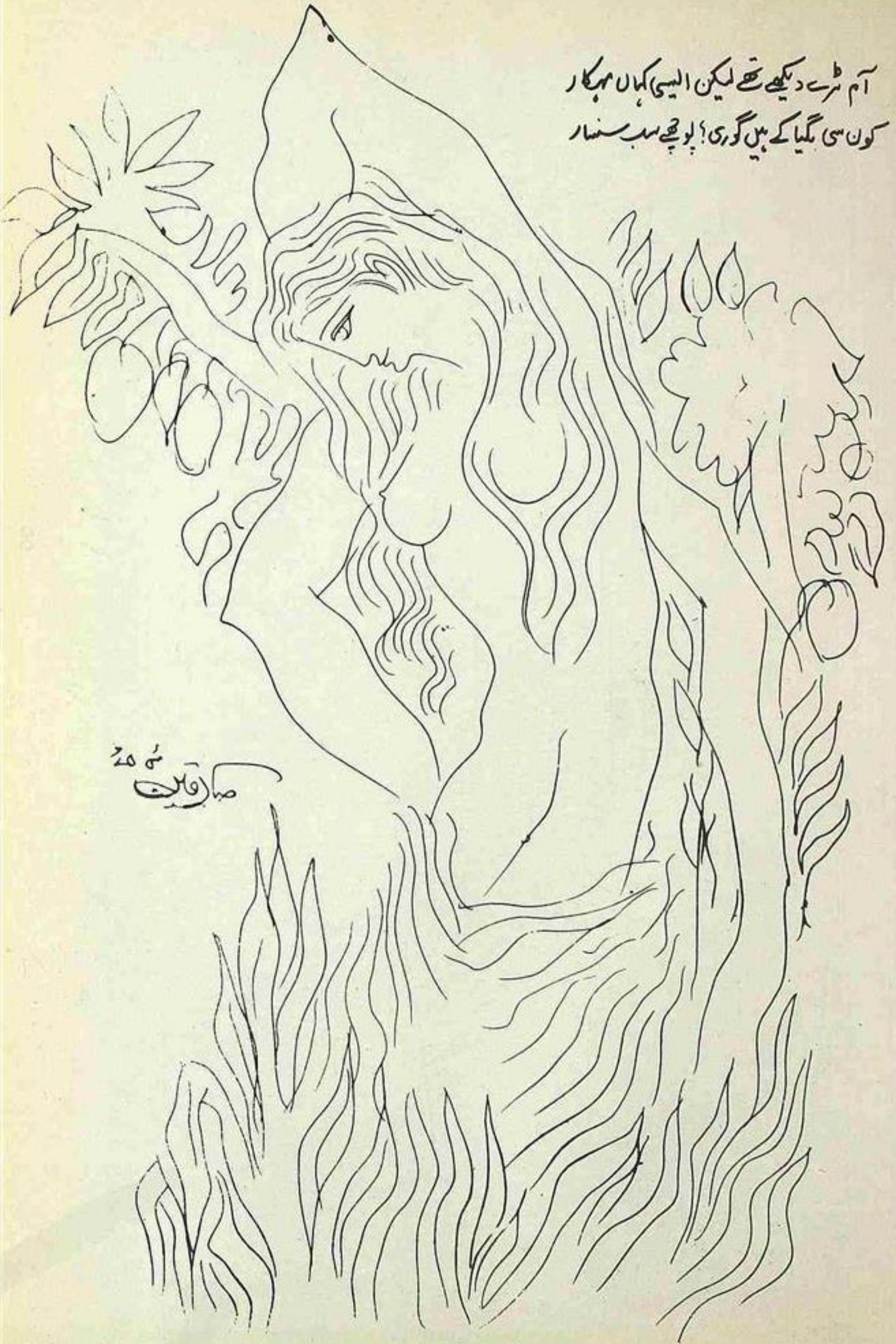
آم بڑے دیکھے تھے لیکن ایسی کہاں مہکار
کون سی بگیا کے ہیں گوری؟ پوچھے سب سنسار
صادقین ۷۵

○

جوبن مایا اُٹھ اُٹھ کو کے دان بھی کر کچھ گوری
مُہریں باہر نکلی جائیں بھر گئی رُوپ تجوری

○

جوبن کانٹے پر تو رکھ لے میری پیت کے بول
رتّی بھر کا فرق نہ ہو گا جب جی چاہے تول

○

جوبن کی دو اشرفیوں سے پیت مری مت تول
اس کو لینا ہے تو گوری پریم تجوری کھول

○

چاندی کے دو ڈھیروں اُوپر سونے کے دو تاج
جس کے ہاتھ لگے یہ مایا جگ میں اس کا راج

○

رُوپ کسوٹی پر کس لے یا جوبن کانٹے تول
اِتنی بات کہوں میں گوری پیت مری اَنمول

○

○

انگیا اندر تیرا جوبن ایسی گھاٹ لگائے
جیسے تال کنارے بگلے بیٹھے سر نیوڑھائے

○

تیری چھاتی اُوپر گوری جوبنوا کا سِنگھار
جیسے سنگھاسن آ بیٹھیں دو جُڑواں راجکمار

○

تیرا جوبن دیکھ کے ٹھِٹکا گوری سوچ کا گھوڑا
تال کے اندر جیسے بیٹھا چپٹے ہنس کا جوڑا

○

مکھن کے دو پیڑوں اُوپر کس نے شہد گرایا
چاندی کے دو ڈھیروں پر یا اشرفیوں کو جمایا

○

جَوبن مایا چھاتی اُوپر رکھ کر گوری سوئے
لاج کی چوکی ایسی چوکس موس نہ پائے کوئے

○

○
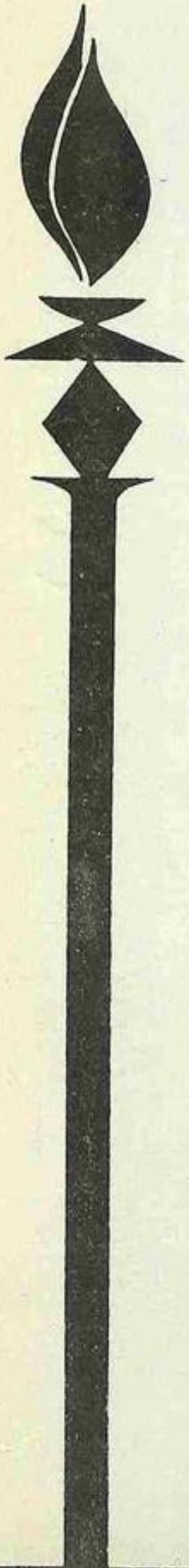
جن کی باس سے جھل جھل چمکے دمکے یہ سنسار
ایسے پھل بھی دیکھے کِسی نے جن میں جوت کا بھار

○

سجل سُہانا مکھڑا اس کا لُون سلونا رنگ
کرتی اندر بُوجھ نہ پاؤ کتنے رُوپ کے رنگ

○

ڈالی ڈالی پتّے پتّے رنگ کی دھاریں چھوٹیں
وُہ رُت کیسی جِس میں تنے سے کومل کلیاں پُھوٹیں

○

تھال پہ گوری تال جمائے اور گھڑے پہ تھاپ
کون سی ایسی مایا مِل گئی بھولی اپنا آپ
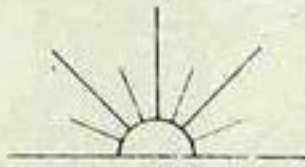
نیناں کانچ کٹورے

○

کیسے تول ترازو لوگو کس کے سوچ سجھاؤ
ایک نجر میں اس گوری کی ٹھہرا مَن کا بھاؤ

○

گوری تیرے نین میں ایسی چلتی پھرتی چھاؤں
آج تلک میں بُوجھ نہ پایا رستہ ہے یا گاؤں

○

آنکھوں اندر دیپ جلے ہیں مکھڑے جن کی جوت
رستہ چلتوں کو للکاریں جانے والے ہوت

○

○

آنکھیں اِس کی کانچ کٹورے مکھ چاندی کا تھال
برفی جیسی باتیں اس کی ناگن جیسی چال،

○

تو بامن کی بیٹی تھی تو دیکھتی ہاتھ کی ریکھا!!
نین ملائے اور من موسا یہ گُر کس سے سیکھا

○

تیرے نین کے بان سے بچ کر اے گوری کت جاؤں
پیت کا دکھ اَنہونا دُکھ ہے بن اگنی جل جاؤں

○

ایک نجر میں اے البیلی لے گئی سب سکھ چین!
روتے روتے دِن کاٹوں ہوں تکتے چُن چُن رین

○

چھاتی اس کی چڑھتی ندّی باہیں چندن ڈال!
آنکھیں اسکی رس کے کٹورے مکھ چاندی کا تھال

○

○

سامنے آ کر دل والا کوئی کیسے بچ کر جائے
چتون سے جو گھائل ہو وہ نینوں پر مر جائے

○

جوگی ہو یا برہمچاری گیانی ہو یا تیاگی
تُو نے جس سے نین ملائے پر تو وُہ بڑبھاگی

○

آنکھیں ہیں اس ناری کی سنسار کی ناٹک شالا
ہر مانس یہ سوچے، پڑیگی میرے گلے میں مالا

○

تیرے نین میں کیا جادُو جب بات کرے مسکائے
ہر مانس یہ سمجھے گوری مجھ سے پیت بڑھائے

○

گوری تیری آنکھوں اندر ساگر کی گہرائی
سارا جیون پھر نا اُبھرا جس نے ڈُبکی کھائی

○

جی چاہے ہے مدرا پی کر تیرے سنگ میں ناچیں
کیا کہوے ہے جوبن پوتھی چھاتی مِلا کر واچیں
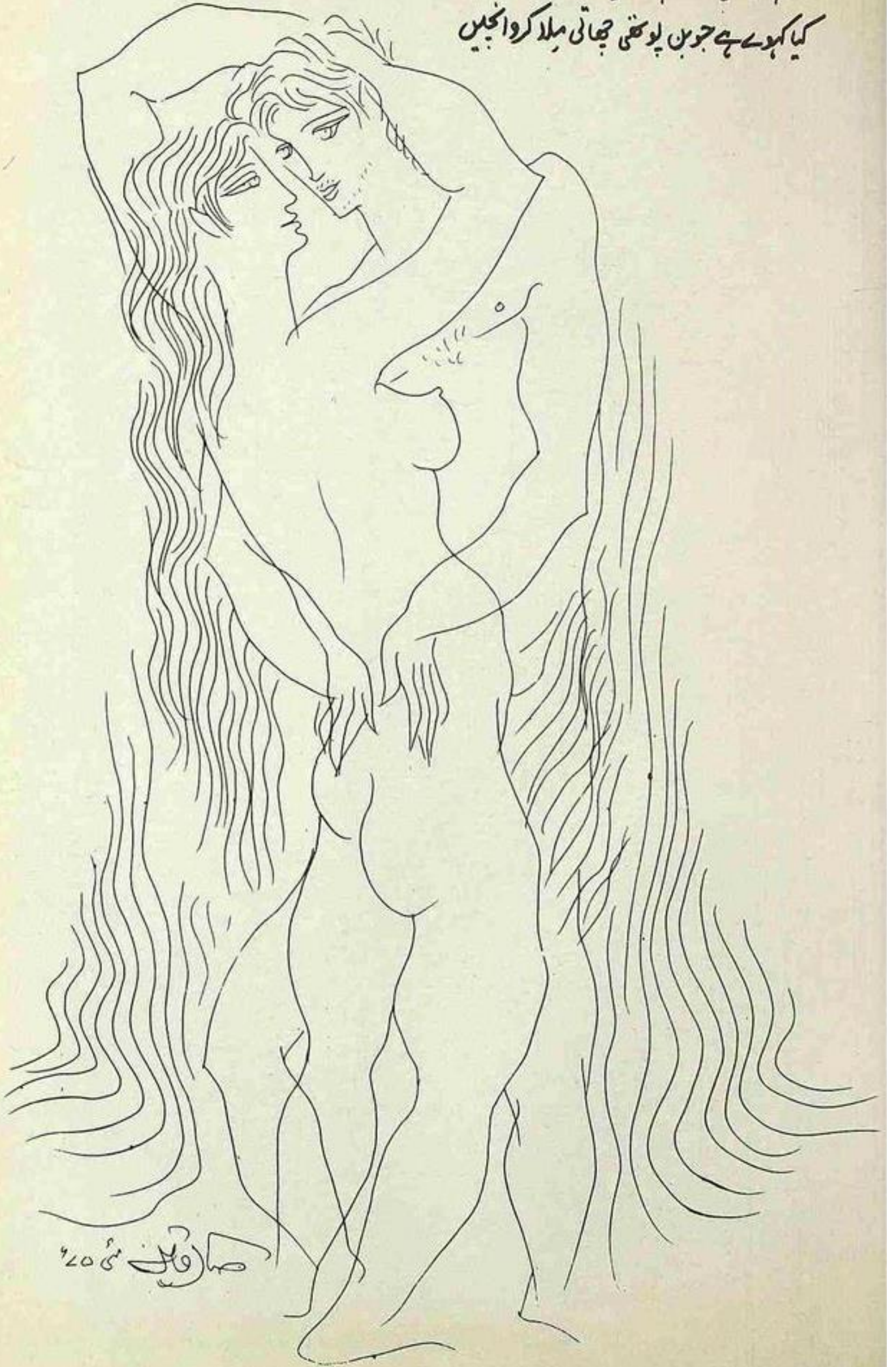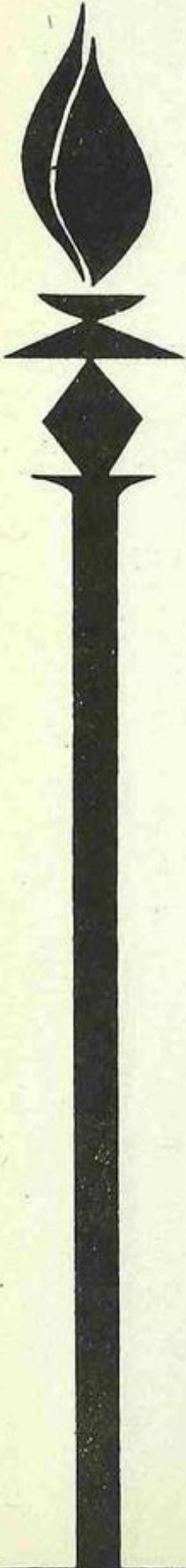
گوری نے تو دُور پرے سے ایک نجر تھی ڈالی
مُجھ کو لاگا چھت سے گر کر ٹوٹی چینی تھالی
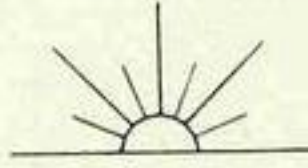
سُندربن کی کوئل

○

سچ مچ کیا ہے ایشور جانے دھیان میں ایسا آئے
دُودھ ندی میں جیسے کوئی کوئل بہتی جائے

○

دھیان کا بالک پیچھے بھاگے چنچل ہاتھ نہ آئے
مرمر کی اک سِل پر بیٹھی تتلی پر پھیلائے

○

ہاتھی دانت کے دروازے میں لوگو لاگی ماکھی،
سارا جیون سواد نہ بھولا اک باری جو چاکھی

○

ہاتھی دانت کے دروازے میں لوگو لاگی ماکھی
اِس مایا پر بھلائے ہیں سب نے اپنے راکھی

کھانڈ کے چٹّے میدانوں کو آیا کون جیالا
ایسی کالی ڈھلوانوں پر جس نے چھپّر ڈالا

موتی جس کے ایسے چمکیں جیسے جلتا دِیپ
ساگر پر تو کیسا ہو گا جِس کی ایسی سیپ

تن کی بھُوک میں یُوں دِکھلائے اپنا سوچ وچار
جیسے مکئی کی کچی روٹی اُوپر آم اچار

چاندی کی یہ تختی پر تو سوچو کس نے بنائی
ساری تختی جھل جھل کرتی ہتھی اُوپر کائی!

○

پاٹھ پھلانگا گنگا کا کیلاش سے چھال لگائی
کون ہرن تھا ان ڈھلوانوں جس نے کھُری جمائی

○

کس کی کرتی چولے میں ہو ایسا تکمہ گھنڈی
جیسی رُوپ تجوری لوگو ویسی اس کی کُنڈی

○

رہ رہ کر کوئلیا چھیڑے کاگا شور مچائے
سُندر بن میں کومل رانی کھڑی کھڑی شرمائے

گوری آئے پنگھٹ سے شرمائے اور اٹھلائے
جل کی گاگر خود چھلکے ہے جوبن کی چھلکائے
صادقین

ہاتھی دانت کے مگدر
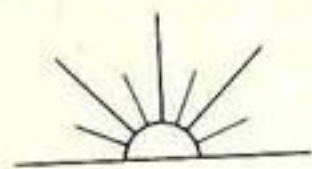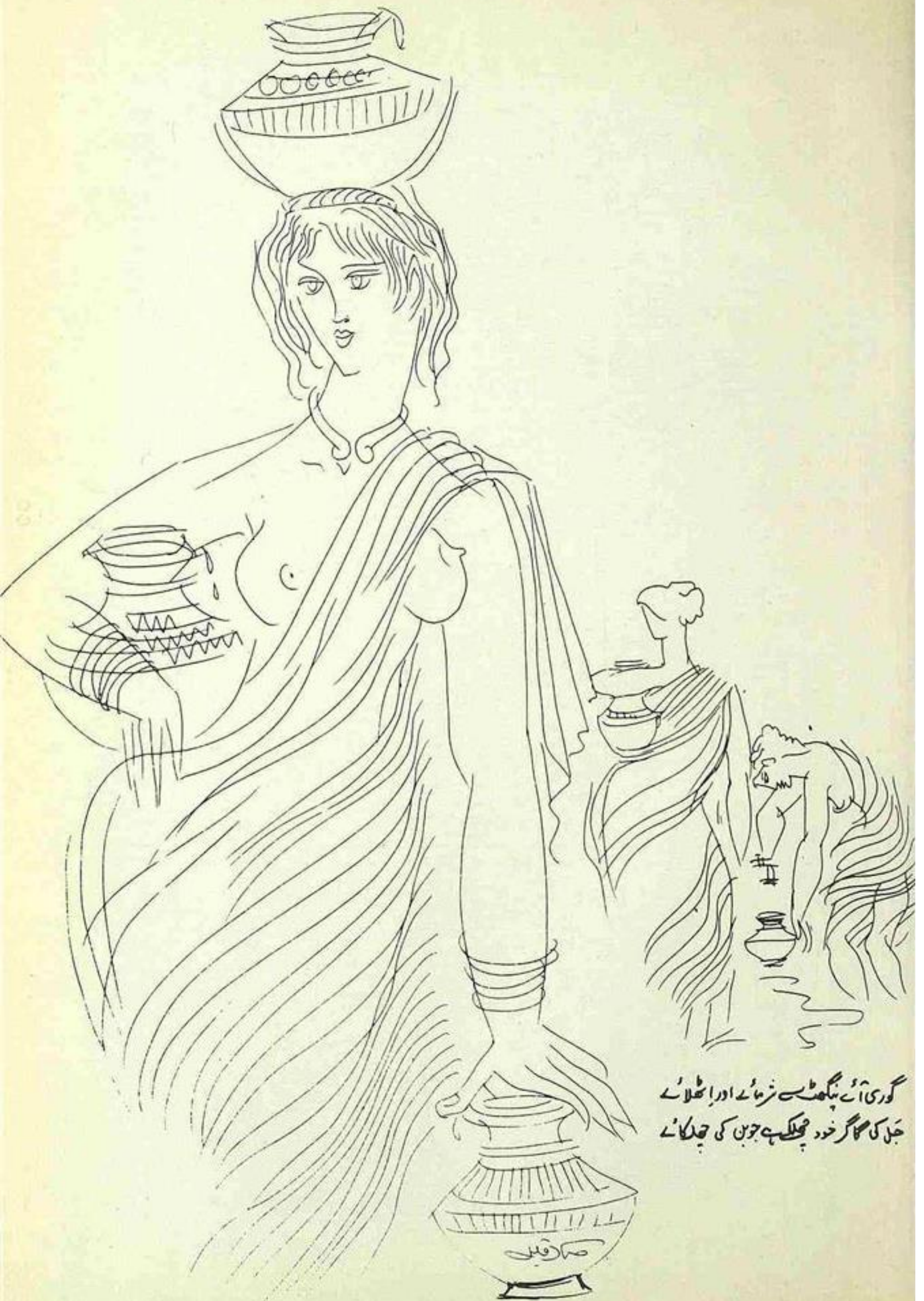
ہاتھی دانت کے مگدر جیسے گوری تیری ٹانگیں
ایک جھلک کو جن کی جوگی اپنا جوگ تیاگیں

ہاتھی دانت کے ستواں ٹہنے گوری تیری رانیں
ہاتھ لگائے پور جلے ہیں مانیں آپ نہ مانیں
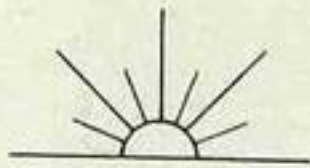
تن من

○

من اس کا ہے کالا پربت تن پھولوں کی کیاری
بس امرت کی سنگت کو پوچھا نا کوئی دچاری

○

تال سے لو کو اٹھتی دیکھی میں نے ایسی آگ
چندن کا اک بوٹا جیسے تس پہ لپٹا ناگ

○

اس کے انگ کا ساگر رہ رہ کر یوں ٹھاٹھیں مارے
جیسے کسی برہن کا منوا تڑپے میت دوارے

○

○

تو سورج کی جوتی گوری تو پھولوں کی باس
میرا جیون تیری رچنا پھر بھی تیری آس

○

سب کو کیسے شانت کرے ہے بوجھو یار پہیلی
مرنے والے اتنے ڈھیروں گوری ایک اکیلی

○

کندن جیسی رنگت اسکی کندن جیسا روپ
بھور سے پہلے پورب جیسے سانجھ سمے کی دھوپ

○

من اس کا ہے کالا پتھر تن میدہ کی لوئی
اس اجلاپے اندر پربھو کالک کیسے سموئی

○

تو بھی ہٹیلی من بھی ہٹیلا جھگڑا کون چکائے
دو بالک ہیں گتھم گتھا دیکھیں کون گرائے

○

○

گھومے جھومے بل کھائے لہرائے پتلی کمریا
کچّی ڈور میں کس نے باندھی ایسی بھاری گگریا

○

جو بھی پجاری آیا اس کو پرلے گھاٹ اُتارا
انگ کی ہر ہر پور پہ رکھّی کھانڈے کی سی دھارا

○

تو پھولوں کی تھالی ہے اور میں کانٹوں کی پوٹ
خوب نبھے گی تجھ سے گوری آجا میری اوٹ

○

بھولی سیانی سیدھی چنچل الھڑ اور البیلی
تیری ہر ہر گت ایسے گوری جیسے ایک پہیلی

○

لُون سلونی کومل رانی کانن ڈھلے بالا
ہونٹوں اندر بجلی گھیرے نینن ناٹک شالا

○
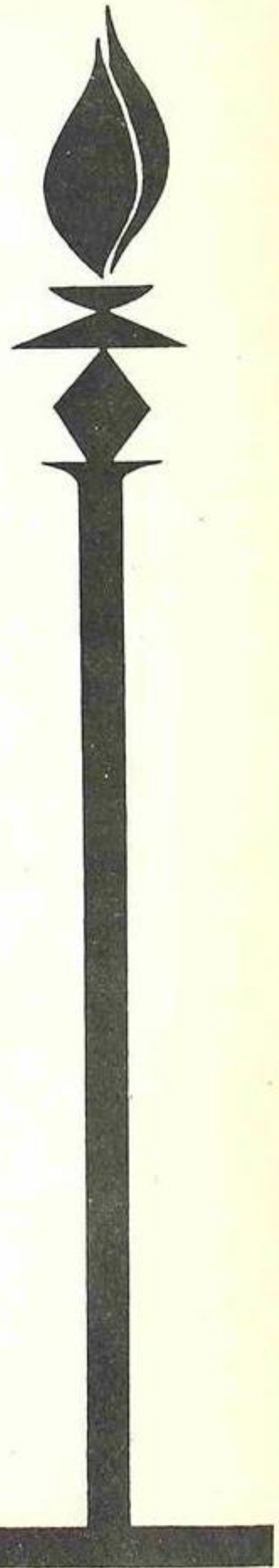
چاندی کی اک تھال اُس پر سونے کے دو ڈھیر
سونے کے دو ڈھیروں اوپر کھٹّے میٹھے بیر

○

روپ نے تیرے کب سے سیکھے اے گوری یہ بھاؤ
شہر میں جس بابو کو دیکھو اس کو تیرا چاؤ

○

سارا ہاڑ جلے ہے من میں ایسی لگائی آگ
گوری تیرا رُوپ الاپے اُٹھ اُٹھ دیپک راگ

○

تیری ننگی پیٹھ پہ گوری چوٹی یُوں لہرائے
ہاتھی دانت کے کُولے اُوپر ناگن جوں بل کھائے

○

ماتھے اُوپر اس گوری کے بندیا کا لشکارا
سانجھ سمے آکاش پہ جیسے چمکے کوئی تارا

○

چھاتی اُوپر چولی مسکے کاندھے دوپٹّا ڈھلکے!
تیرے رُوپ کا چندا گوری چلمن چلمن جھلکے
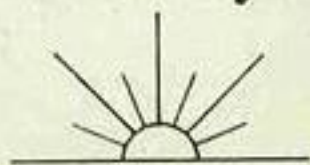
رُت رنگ

○

ایسے رنگ سے چھلکی پر تو رُت کی آج گلابی!
مَست ہوا ہے پتّہ پتّہ بُوٹا بُوٹا شرابی

○

گھر گھر آئیں کالے بادل چھم چھم ہو برسات
میں دکھیاری تڑپ تڑپ کاٹوں سگری رات

○

کالے کالے بادل اُمنڈیں اور پپیہا کُوکے
تیری یاد میں لے پردیسی منوا رہ رہ ہُوکے

○

من میں پر تو پیر اُٹھے ہو آنکھوں سے برسات
جیسے بادل گھر گھر آویں گھری ہووے رات
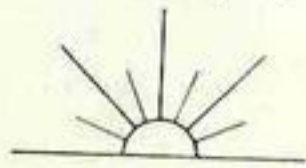
فیروزی ساڑی

○

بُوٹے جیسے ڈیل پہ گوری یہ فیروزی ساڑی
ایک نجر میں من کی کیاری ساری تُو نے اُجاڑی

○

گورا گورا پنڈا تیرا گوری گوری بانہیں
کونسی بستی پہونچاتی ہیں دیکھو پیت کی راہیں

○

بات کرے بجلی چمکے چُپ ہو تو بادل چھائے
رُت کی ایسی جھلمل میں کون اُس سے آنکھ ملائے

○

○

پیٹ کی چٹی پٹّی من میں رہ رہ مارے کانٹا
رُوپ کو اپنے اے گوری کیوں دو دلیسوں میں بانٹا

○

کرتی میں کیوں باندھے تو نے گوری جنگلی کبوتر
نیل گگن پر اُڑنے والے رہ جائیں گے گھُٹ کر

○

جنگل کے یہ میوے گوری پال میں ہیں کیوں رکھے
ڈال کے آموں کو تو کوئی ڈال سے توڑے چکھے

○

کون ہے تو اور رہتی کہاں ہے کیا ہے تیرا نام
اس سے کوئی کام نہیں اے دیوی جی پرنام
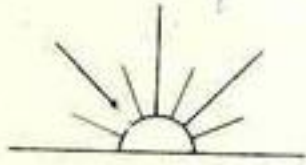
تال سے میں نے اُٹھتی دیکھی لوگو، ایسی آگ
چندن کا اک بوٹا جیسے تس پر لپٹا ناگ

انگ اُگنی

○
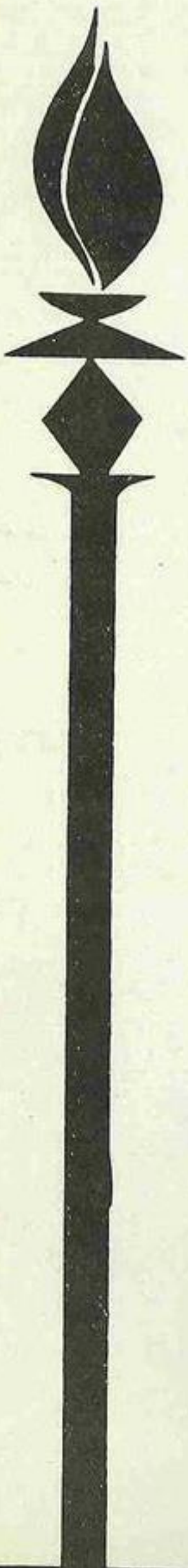
امبر کا ہو چتر لگا اور دھرتی بچھونا ہوئے
سنّاٹے کی بین بجے پھر تجھ سے لپٹ کر سوئے

○

ہاتھ لگائے چھیکے نکلیں تن سے اُٹھے بھاپ
روئی کی گوری جھوٹی سنگت سچی دوئی کی تاپ

○

گھر اندر اکلاپا گوری باہر پالا کھائے
جاڑے کی یہ لمبی راتیں کیسے کوئی بتائے

○

○

ہلکی ہلکی انگ کی تیرے لگتی جائے تاپ
پوہ کی لمبی رات میں گوری ایسا ہوئے ملاپ

○

پوہ کی لمبی رات میں جب وہ مجھ سی لپٹ کر سوئے
سچ مچ جی تو یہ چاہے ہے بھور کبھی نا ہوئے

○

پرتو ایسے سپنوں اندر سارا جیون بیتا
تیرے پیار کی اگنی ہو اور سادن رین کو پیتا
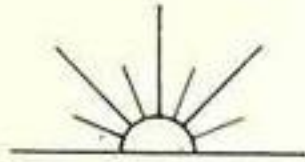
پریم کویتا

○

گوری بولی مجھ کو بھائے سندر پریم کویتا
اس کے بول کی سندرتا نے پریم کو ہی کو جیتا

○

گوری کی آنکھوں سے چھوٹے پریم کی یوں پچکاری
جوگی اپنا جوگ تیاگیں پوجا پاٹ پجاری

○

گوری آپ ہے کومل سجنو کومل اس کے بول
اس کے چرنوں بیٹھ کے سارے جیون ہوتی رول

○

○

گوری چڑھتا سُورج سمجھو میٹھی اُس کی دُھوپ
آنکھیں جیون بھید بتائیں چھاتی روپ انوپ

○

گوری کالے کیس تہارے یُوں جُھومیں لہرائیں
مُدرا کی بوتل کے اُوپر جیسے بادل چھائیں

○

گوری تجھ سے مل کر سچ مچ جیٹھ کی سانجھ سُہائے
دُھوپ میں جلتا پردیسی جوں پیپل چھاؤں میں آئے

○

گوری تیرا انگ ہے جیسے گیہوں کا کھلیان
رُوپ کے پریمی پنچھی بن کر منڈلائیں ہر آن

○

جیون تجھ پر دان ہے گوری دھن تجھ پر قربان
اپنے ہاتھ سے جس دن دیدے ہم کو سپاری پان
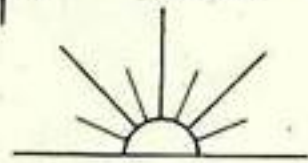
صادقین ۱۹۷۵ء
لونا سلونی کومل رانی کانن ڈالے بالا
ہونٹوں اندر بجلی گھیرے نینن ناٹک شالا

ٹین کی تھالی

○

گوری کہے سُندر سُندر مکھڑے مجھ کو بھائیں
ہم سوچیں ہیں کون سُبھاگی جو سُندر کہلائیں

○

گوری کی ہر بات میں ڈولیں پیت کے لاکھ سُبھاؤ
میں ہوں پیت سنی والا لوگو گوری کو سمجھاؤ

○

من کو تو پیت سنی نے موسا جیب تھی زنت کی خالی
گوری تجھکو کیا کرنی ہے لے کر ٹین کی تھالی

متھرا یاترا

○
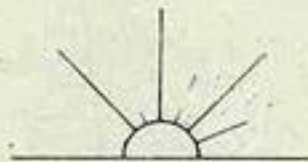
گوری آئی متھرا جی سے کر گنگا اشنان
بستی میں پرشاد بٹے ہے کھیل بتاشے پان

○

گوری کے اِک ہاتھ میں مالا دُوجے گنگا جل
میری سُوجھ کا پھیر ہے ایشوریا ہے رُوپ کا چھل

○

گوری دان سے پہلے لوگو اپنا مول بتائے
یہ تو ہُوا بیوپار سکھی ری پریم کہاں کہلائے

○

دان میں زورا زوری کیسی مرضی تیری پیاری
ہم تو روپ کی بھکشا مانگیں بن کر ایک بھکاری

گورو سائیں کی تپنی

○
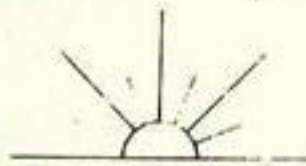
گورو سائیں کی تپنی بھی جب آنکھ سے آنکھ ملائے
یُوں لگتا ہے من کی گپھا میں دیپک سا جل جائے

○

کھیل ہنسی میں روپ کے ماتے ماریں من پہ چوٹ
کس سے لپٹ کر روؤں میں لوگو کوئی نہ میری اوٹ

○

میں ہُوں گوری سوچ کا سایا تو رنگوں کی ڈار
میں اپنے کو نا پہچانوں جانے تجھے سنسار

○

○

میں سپنوں کا گورکھ دھندا تو رنگوں کا کھیل!
ہم دونوں وہ ریل کی پٹری جن کا کوئی نہ میل

○

تو رنگوں کی جھلمل گوری میں برہا کی ہائے
تیری چنچلتا سے کیسے دکھ کا ہوئے اُپائے

○

تو رنگوں کی ماتی تیری تتلی کی سی چال!
ایک گھڑی اِس پھول پہ بیٹھی ایک گھڑی اُس ڈال

نِڈر گوری

○
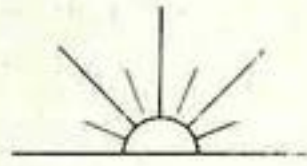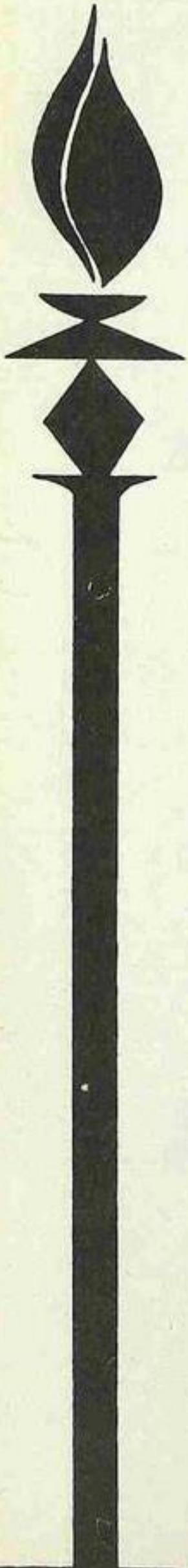
دائیں اپنے پتی بٹھلا کر بائیں پوت بٹھائے
گوری دیکھو کیسی نڈر ہے ایسے آنکھ لڑائے

○

پریتم ساتھ ہے بیٹھی گوری مجھ سے نین لڑائے
جیسے چھُپ کر کوئی کسی کو من کی بات بتائے

○

لوگوں بیچ گھِری ہے گوری پل کو آنکھ ملائے
کیا کہنا چاہے ہے گوری مت میری چکرائے

○

○

پیتم سنگ بھی اس کے نینوں پریم کو تیاڈولے
جیبھ جہاں پر گونگی ہووے آنکھ وہاں پر بولے

○

میری آنکھ کا دھوکا ہے یا اس کے روپ کا چھل
میرے من کی کالک ہے یا ان نینوں کا کاجل!

○

من کرتا ہے ان نینوں کی کوئی بات نہ مانوں
کوٹھے چڑھ کر چاہے الاپیں پھر بھی جھوٹا جانوں

○

تیری موہے جیسی آنکھیں ان کو کہاں سکھ چین
ایک گھڑی کو مجھ سے ملائے اور پھر لے لے نین!
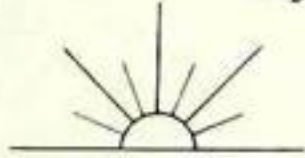
تو پھولوں کی تھالی ہے اور میں کانٹوں کی پوٹ
خوب نبھے گی تجھ سے گوری آجا میری اوٹ
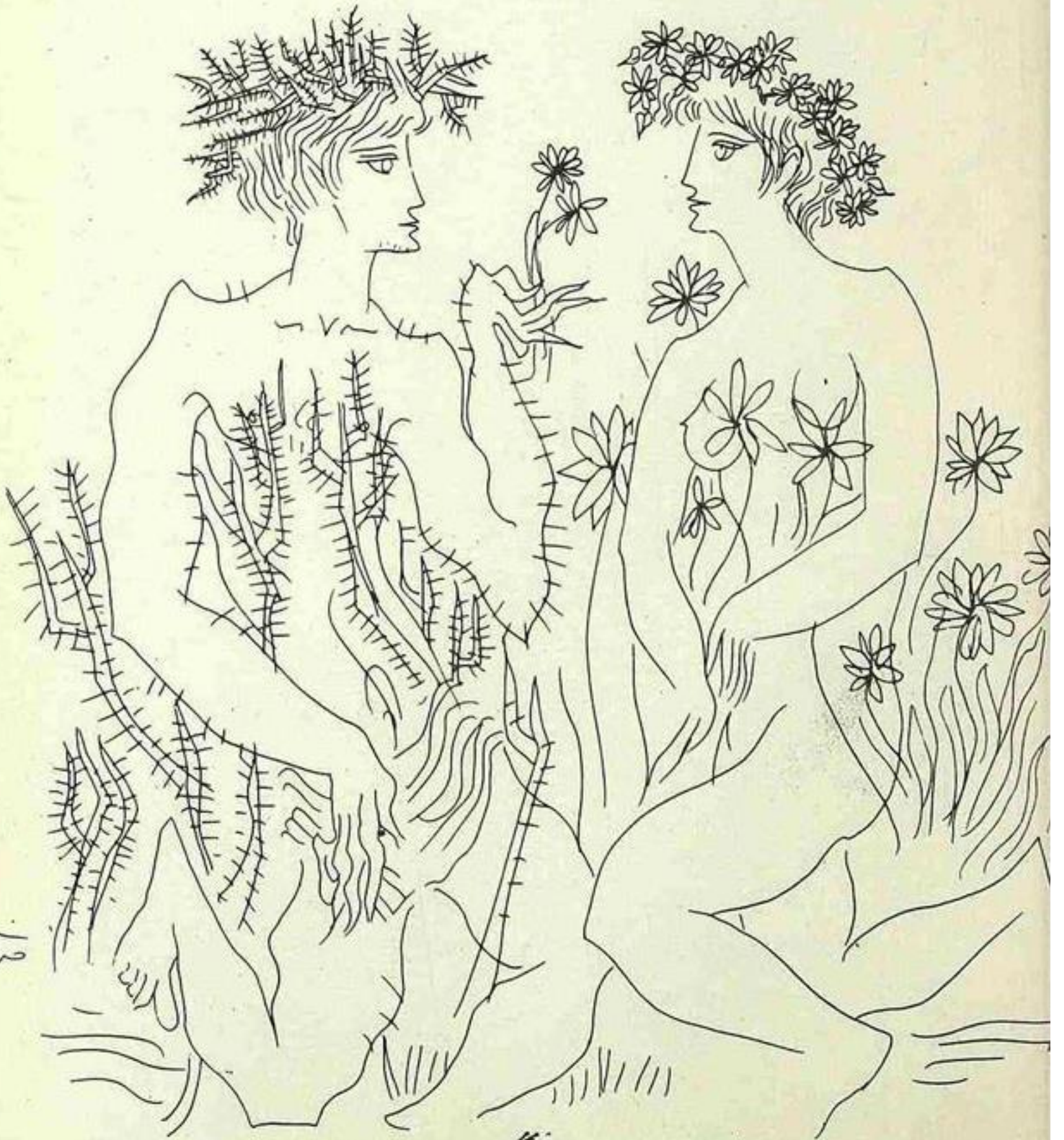
دھیان مداری

○

دن بھر کھاٹ پہ سویا رہوے پر تو دھیان مداری،
رات سمے جب جاگے مورکھ کھولے اپنی پٹاری

○

دھیان پٹاری سے پھنکاریں ایسے زہری ناگ
جن پہ اکارت جنتر منتر اپھل بین کا راگ،

○

دھیان پٹاری سے کبھی نکلے ریشم کا اک تھان
اور کبھی وہ بیل لگے ہوں جس پر کومل پان

○

دھیان پٹاری سے کبھی ابھریں امرت کے دو تال
ایک گھڑی جو آیا کنارے بس پہونچا پاتال
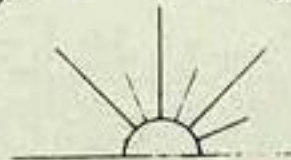
پیر پرائی

○

اوروں کو کیا دوش کہ کوئی من کا دکھ نا جانے
جس کے کارن پاگل ٹھہرے وہ ہی نہیں پہچانے

○

من کی چوٹیں پر تو جی اب کس کس کو دکھلائیں
میت ہمارے پاگل کہویں یار ہنسی اڑائیں

شبھ رات

○
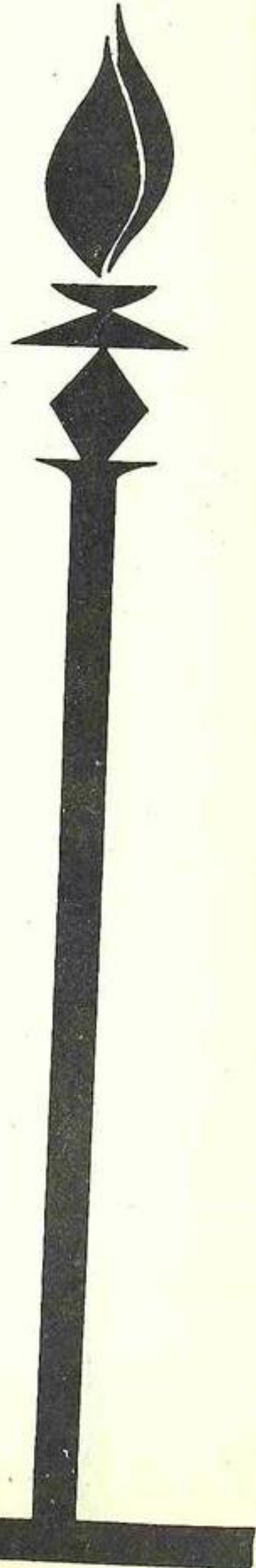
بھاگ کے پر تو تیور تیکھے اور انوکھے ڈھنگ
رات اندھیری سینت ملے اور ناچے میرے سنگ

○

مت پوچھو مجھ پگلے نے کیا سپنا دیکھا رات
نیل گگن سے چندا اترا ناچا میرے سات

○

کچھ انہونی کچھ انجانی کچھ اچرج کی بات
دھرتی اوپر پریاں ناچیں ڈالے ہاتھ میں ہات

○

جس کی سندرتا نے بخشے میری سوچ کو رنگ
بھاگ تو دیکھو وہ منموہن ناچے میرے سنگ
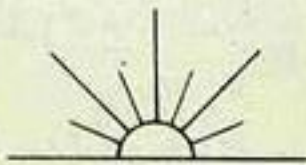
آپ بیتی

○

دیوالی میں اک ناری سے ہم نے داؤں لگایا
تن من دھن سب ہاری ہاری ہنس ہنس آپ گنوایا

○

ایک گھڑی کو اپنا پر تو اس سے ہُوا ست سنگ
کیسے پیت کے تیور دیکھے کیسے رُوپ کے رنگ

○

دیسی نار بدیسی بانا ہنس ہنس چھب دکھلائے
ہم سے وہ انگریزی بولے اردو پر کھسیائے
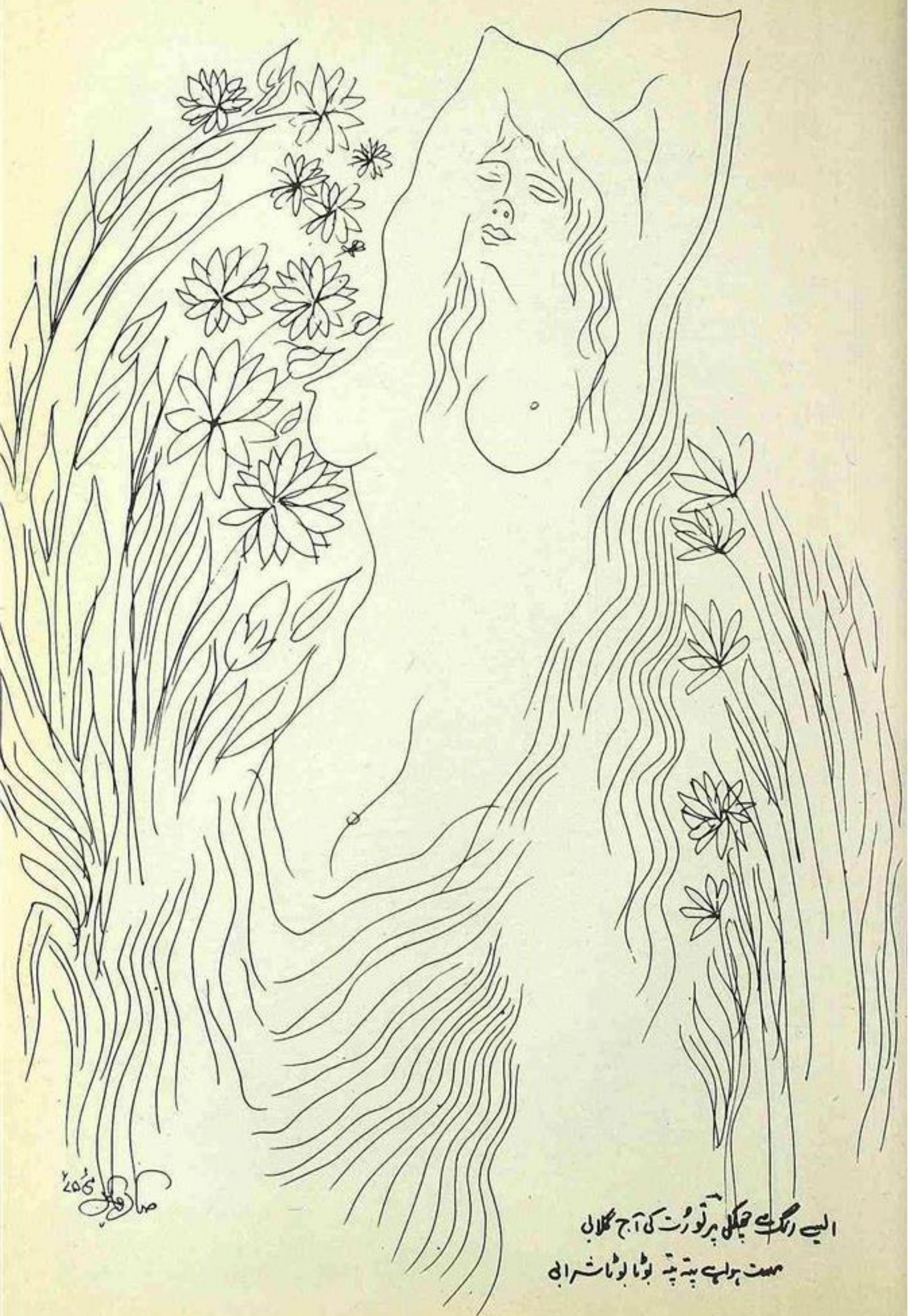
○

ایسے رنگ سے چھلکی پرتو رُت کی آج گلابی
مست ہوا ہے پتہ پتہ بوٹا بوٹا شرابی

برسیں گزریں پلکیں بھیگے آنکھیں بھولیں رونا
تیرے مُکھ پر لگ گیا گوری میرے من کا سونا

پہلے پیٹ میں چھوٹے سارے ماں بہنا بھوجائی
باقی ناتے ٹُوٹ گئے جب وِدیا دیوی بھائی

تیتر مار کے ہم سمجھے تھے ہو گئے بڑے شکاری
سارے داؤں بھُول گئے جب دیکھی شہر کی ناری

تال تلیاں بگلوں نے گھیریں ہنسا کیا کر پائیں
اُوپر اُوپر منڈلائیں اور پیاسے واپس آئیں

نیل گگن تو چمکے میں دھرتی سے دیکھوں گوری
پاس کسی کے کوئی نہ آئے کیسے چاند چکوری

○

ایک گھڑی میں پرتو جی نے جانے پیار کے بھاؤ
گوری بولی بھابی ناہیں بہنا مجھے بناؤ

○

چٹّے ہو گئے بال ہمارے ملیا میٹ جوانی!
اک ناری سے پیار کیا تھا۔ ختم کہانی
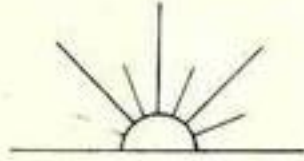
سانولی سیتا

○

بھائے برہا سانجھ بھی مُجھ کو کیسی میری پیت
سانولے رنگ کی یہ بھی پرتو سانولا میرا میت

○

سانولی تیری یاد میں کیسے بیتے برہا رات
سانجھ کا جب سنولایا چھائے ہو جائے دو سرات

○

سب سنگوں میں اُتم پرتو اپنے سجن کا سنگ
سب رنگوں میں سرمئی اچھا میرے میت کا رنگ

○

رنگت رُوپ سے ایسا دمکے میرے میت کا مُکھڑا
سُورج پر ہو جیسے ہلکی بدلی کا اک ٹکڑا
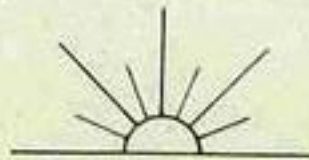
گوری دوارہ

○

پریمی پہونچا گوری دوارے بھر آسا سندیس
گوری نے اس کارن پہلے تیاگ دیا پردیس

○

جس کے رُوپ کے دیپک پر تو میں نے امر بنائے
اب وہ چندر ماں کی بیٹی ملنے سے کترائے

○

جیون کے بیوپار میں پر تو کیا کھویا کیا پایا
اپنے من کا سارا سونا اُس کے مُکھ پہ لگایا

○

○

اپنی سوچ کے کُندن اندر کاڑھا اُس کا رُوپ
میرے من کی انگنائی سے پھیلی رُوپ کی دُھوپ

○

دِن دِن بھر وُہ نام جپا اُس دھیان میں راتوں جاگے
سُندرتا کے پریمی بن کر جیون چین تیاگے

○

بے کارن کیوں رہ رہ مچلے کون اِسے بہلائے
گوری بن کی اُڑتی چڑیا بالک ہاتھ نہ آئے

○

کِس کے من کو جوڑا اُس نے کِس سے پیار نبھایا
گوری سرو کا بُوٹا پر تو پھل اُس کا نا چھایا

○

اُس کے رُوپ کا دھوکا تھا یا میرے پیار کی بُھول
گوری کے چرنوں میں ڈالے میں نے پریم کے پُھول

○

○

جیون کا ہر ناتا توڑا اُس کے پیچھے بھاگے
اب بھی ہم تتلی کے پیچھے تتلی آگے آگے

○

اُس نگری میں آدر کیسا آؤ بھگت بھی کیسی
اُس کے روپ کی انگنائی میں آج بھی ہم پردیسی
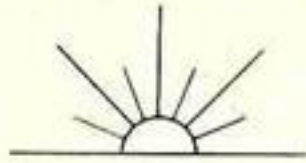
گھر انگنائی

مایا دیوی کے نام

مایا دیویؒ

○

پُرکھوں نے تو زور سے اپنے جیتا ہندوستان
ہم کو دیکھو ہار کے سب کچھ لوٹ آئے مردان

○

میں بھولا چرواہا تو پربت جنگل کی رانی!
تیرے دیس میں آنکلا ہوں او البیلی پٹھانی

○

روہیل کھنڈ سے چل کر جوگی پہونچا بیچ صوابی
جوگ تیاگا جب دیکھے وہ اس کے نین گلابی!

○

○

ایک گھڑی کو چھب دکھلاتی گزری ایک پٹھانی
کیسا سمے تھا ایک نجر میں بن گئی جیون رانی

○

ٹوپی کی کیا بانکی ناریں گٹھری گٹھری رُوپ
سورج جیسے مکھڑے چمکیں سارے آنگن دُھوپ

○

ٹوپی کی اک ناری تھی اور نام تھا اس کا مایا
ایک نجر میں بھر دی جھولی پلٹی مَن کی کایا

○

سُندر سی اک ناری تھی اور سُندر اس کا گاؤں
ناگن جیسی چال تھی اس کی مایا جیسا ناؤں

○

سات تھیں بہنیں اس ناری کی چار تھے اسکے بھائی
مت پوچھ لے پوچھنے والو کیسے جان بچائی

○

○
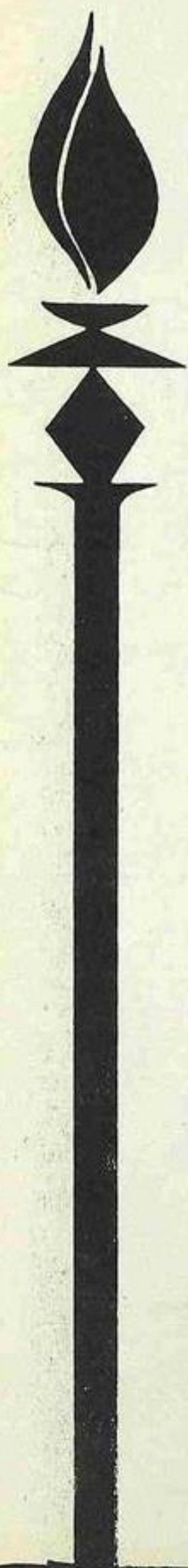
کتنا ہی چاہیں کھوج نہ پائیں دھرتی کے یہ لوگ
مایا دیوی تیرا، میرا امبر کا سنجوگ

○

مایا کے میں سپنے دیکھوں مایا نام سُہائے
مایا میرے من کی دھڑکن، کوئی بوجھ نہ پائے

○

مایا مایا ڈھونڈوں پر تو پتھر مٹّی کیچ
مایا بیٹھی مسکائے ہے میرے من کے بیچ

○

میں مایا کا چاکر لوگو میں مایا کا داس
پیار سے دیکھے مجھ کو مایا ساری جیون آس

○

مایا میری آتما لوگو مایا میرا انگ
مایا کے کارن ہیں سچ مچ جیون کے یہ رنگ

○

ماया میری بُدّھی لوگو مایا میری بُوجھ
مایا میرے نین کی جوتی مایا میری سُوجھ

مایا مَن منڈپ کی رانی مایا آنکھ کی جوت
ہوت ہوئے مایا کے کارن ہم جیسے نا ہوت

مایا جیون پھلواری ہے مایا پریت کا ہار
مایا دُکھ میں ڈھال ہے لوگو رن میں ہے تلوار

مایا میرے سر کی پگڑی مایا میرا بانا
مایا میرے گھر کی شوبھا مایا نام سہانا

مایا میری کمر کا جمدھر مایا میری ڈھال
مایا میری پریت کیاری پالے ہیرا لعل
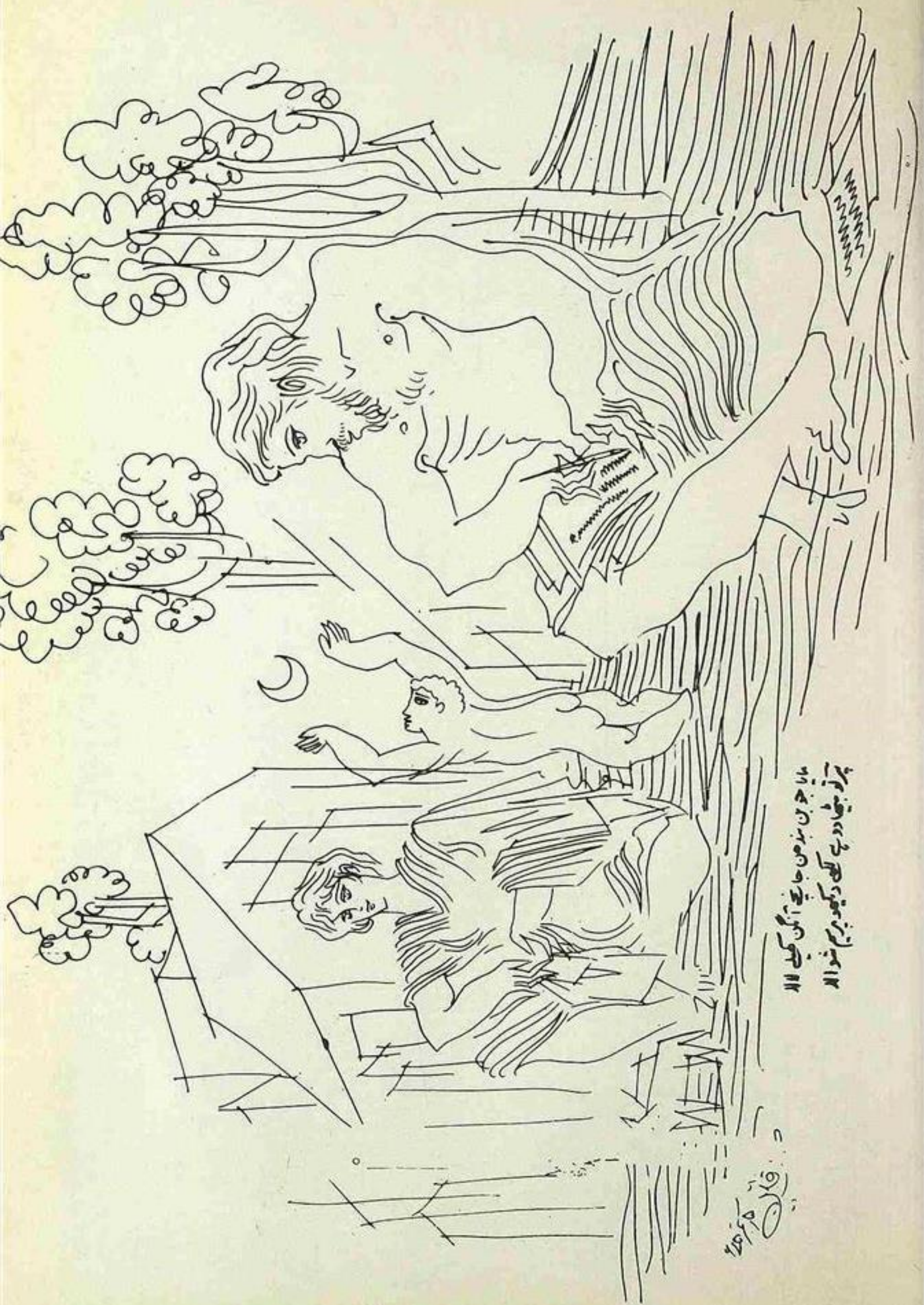
مایا جوبن بندھن جانیے آنگن کھیلے لال
پر تو بیٹھا دوہے لکھے دیکھو پریم شوالہ

مایا میرے انگ کی شکتی مایا پریت کا انت
مایا جیسے رات دوالی جیسے روپ بسنت

مایا ہیرے لعل سمیٹے اپنے چھپر کھٹ سوئے
ایک دِوانہ راتوں جاگے بیٹھا گیت پروئے

تیری دیا سے پایا پربھو میں نے یہ سُکھ چین
آنکھیں کھولوں پیار پہ اسکے پیار میں کاٹوں رین

اس کے پیار کی کروٹ کروٹ ایسی ہلکی تاپ
روئی میں لپٹی اگنی کا ہو جیسے تن سے ملاپ

منڈی ہاٹ میں چلتے چلتے پر تو جب میں ہانپوں
اسکی پریم چنریا اندر اپنا مکھڑا ڈھانپوں

○

ماپّا جو بن بندھن جانچے آنگن کھیلے لالا
پر تُو بیٹھا وہ ہے لکھّے دیکھو پریم رشوالا

○

دھرتی پر بھی ہوتا ہے آکاش پہ ہو جو ناتا
بھاگ نہ لکھا ہوتا پر تُو اس کے دوار نہ جاتا

رانی رُوٹھی

○
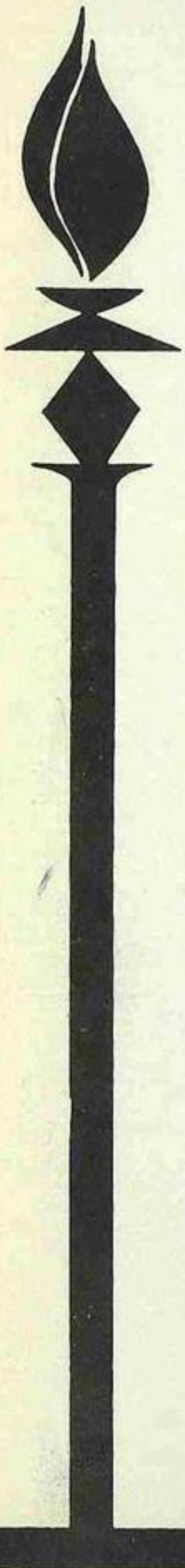
پنڈت ہارے بامن ہارے ہارے سارے گیانی
کوئی نہ جانے کیوں رُوٹھی ہے راجہ جی سے رانی

○

راجہ کو انجانا دُکھ ہے راتوں اُٹھ کر رُوئے
رانی یا تو جھگڑے ہے یا چین سے پڑ کر سوئے

○

میں تو جنم کا پاگل کملا تو سیانوں کی سیانی
تجھ سے کیسے بھول ہوئی جو چھیڑی بیت کہانی

○

○

سادھو بنے نا برہمچاری پنڈت ہوئے نا گیانی
جس کے کارن جوگ تیاگا روٹھ گئی وہ رانی

○

پھول کی ڈالی جمدھر لاگے پھل میوہ کڑوے لاگے
اپنا جیون ساتھی لوگو جب آنکھیں بدلائے

○

پھیکی لاگے سورج چاندی پھیکا چاند کا سونا
جیون میت نہیں تو پرتو کاٹے پھول بچھونا
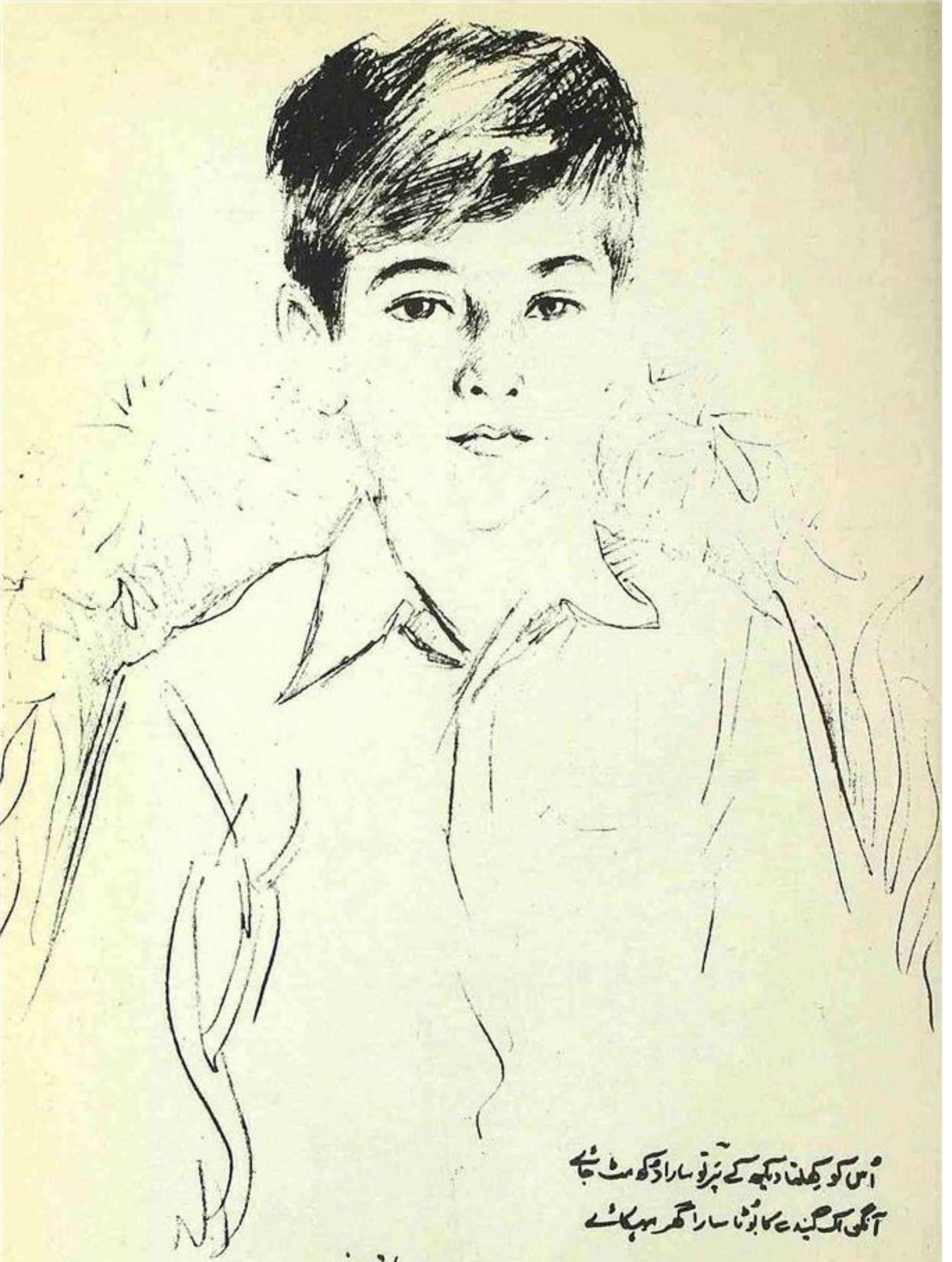
اُس کو کھلتا دیکھ کے پر تو سارا دُکھ مٹ جائے
آنگن اک گیندے کا بوٹا سارا گھر مہکائے
۵ ستمبر ۷۵ء

ہیرالعلؔ

○

برگد سی بڑھوار ہو اس کی جگ میں پھیلے ناؤں
آنگن میں اک کومل بوٹا سارے گھر میں چھاؤں

○

اس کو کھِلتا دیکھ کے پرتو سارا دُکھ مٹ جائے
آنگن اک گیندے کا بوٹا سارا گھر مہکائے

○

سچ پوچھو تو اس سے بڑھ کر کیسا کسی کا روپ
ہیرالعل ہنسے تو جگ میں پھیلے سنہری دھوپ

○

ہیرالعل کھلونا لیکر خوش ہو اور مُسکائے
سچ مانو تو میرا لوہو پلیوں ہی بڑھ جائے

کیا بتلاؤں چھاتی اندر کیسا دَرد ہے ہوتا
ایک گھڑی کو چُپ ہو جائے میرے گھر کا توتا
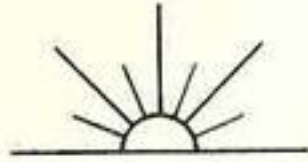
لڑنے کو تیار

○

جگ بیتا اک ساتھ میں رہتے مَن میں رہا ارمان
اک بار ہی بن مانگے دیدے نار سپاری پان

○

لپٹو چپٹو انگ کو کھوندو چُپ رہوے وہ نار
ایک ذراسی بات کہو تو لڑنے کو تیار
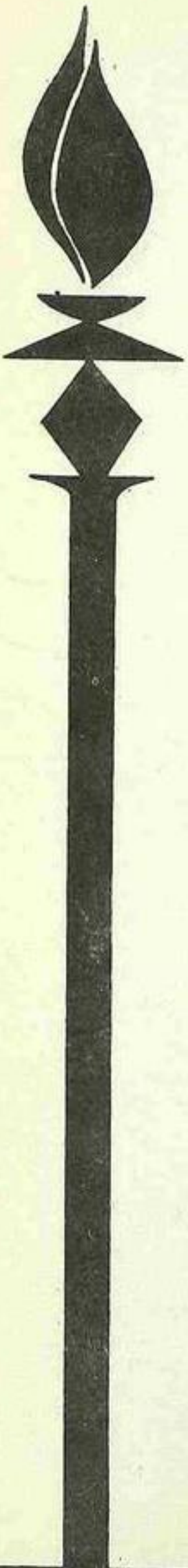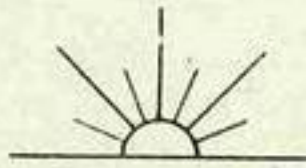
مت دینا گنوائے

○

مَن کب ٹکتا ہے چھاتی میں جائے تو مورکھ جائے
دھن بچوں کی روٹی پر تو یہ مت دینا گنوائے
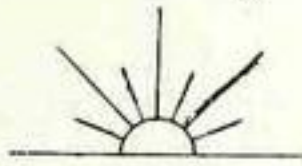
پیٹ کی کارن

ماپا اپنے گھر میں اکیلی میں پر تو ان گاؤں
پیٹ کی کارن پیت بھلائی یہ کس کو بتلاؤں
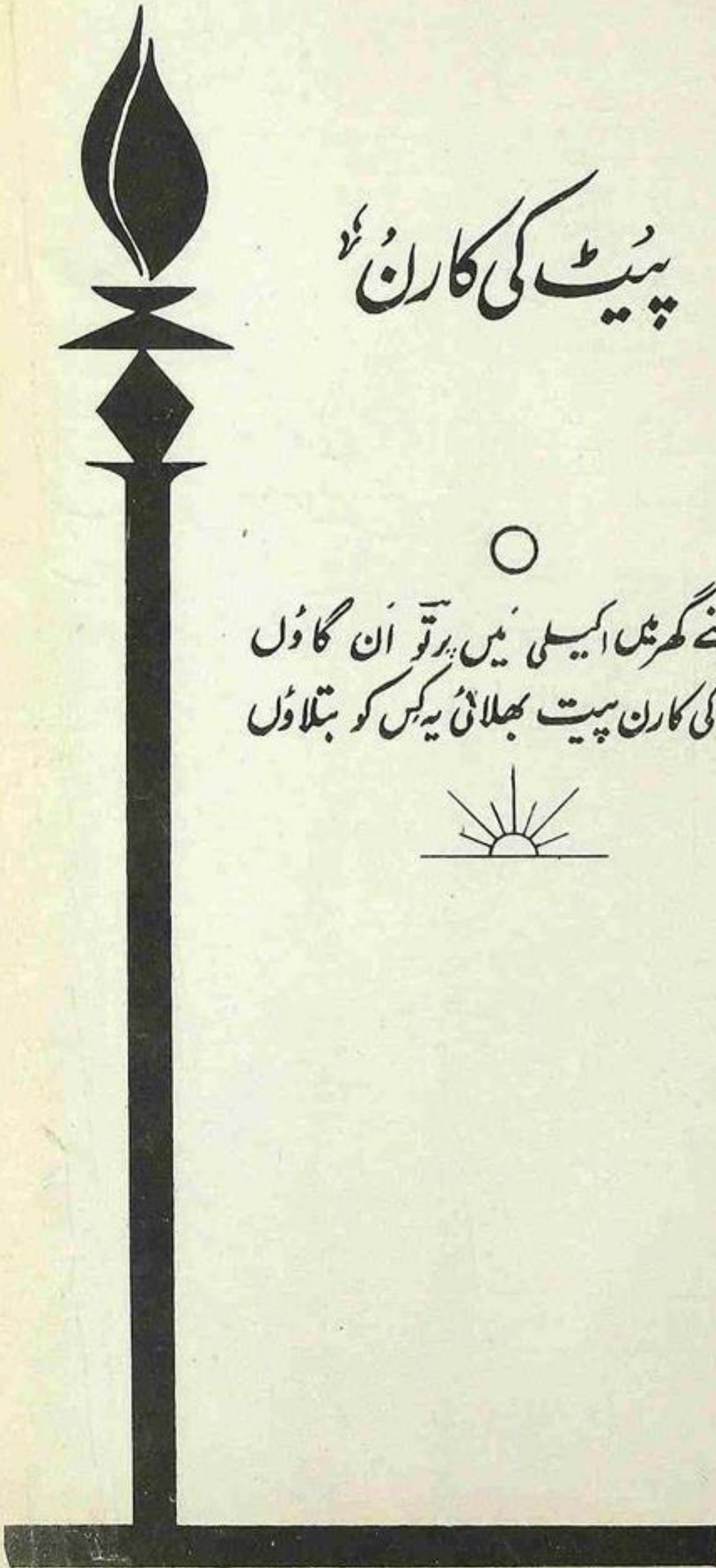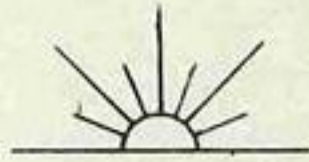
پیار کی ریتیں

کوچی ہاٹ سے کپڑے لائیں، بیوی کا من جیتیں!
بوڑھے ہو کر پر تو جی بھی سیکھے پیار کی ریتیں،

اَب سے دُور
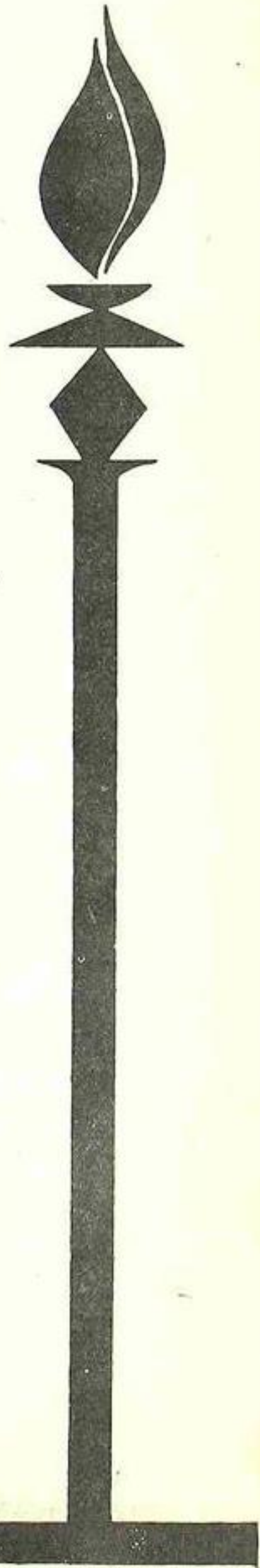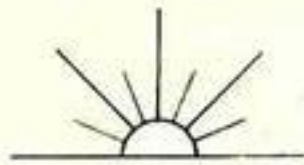
اب سے دور کبھی بالک یا پتنی کو دُکھ ہوئے
دن بھر بے کل رہے پر تو سگری رین نہ سوئے